مُسلسل اِشاعت کے ۵۴ سال

شمارہ: ۵ جلد: ۲۱ جمادی الاوّل ۱۴۳۸ فروری 2017

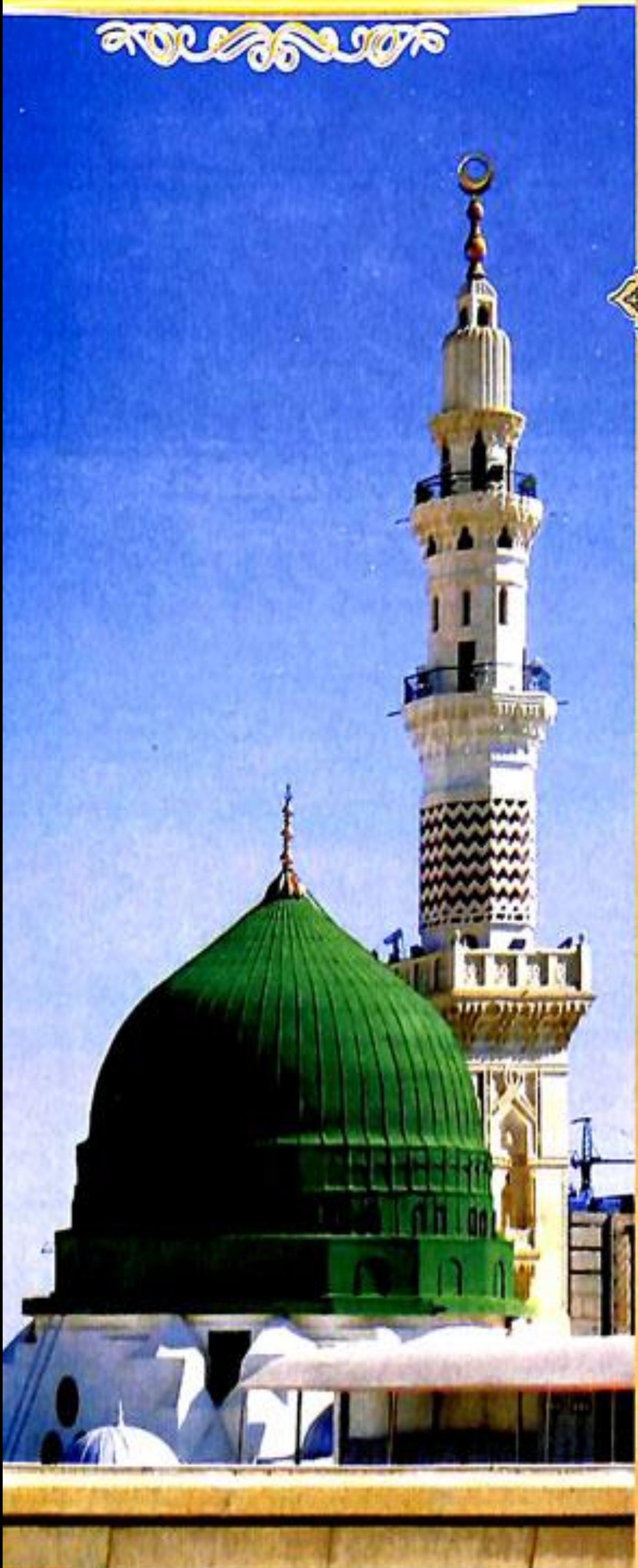

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

ازواجِ مطہراتؓ کیساتھ حُسنِ سلوک

یہ تھے صحابہ کرامؓ

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کون تھا؟ اور کیا تھا؟

قادیانی فتنہ ... تازہ صورتِ حال

قادیانی دجّال کا اِستیصال

سانحہ دولمیال کی تفصیلی رپورٹ

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۵ جلد: ۲۱

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری
حضرت مولانا عبدالرحمن میانوی
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوری
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی
مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات
حضرت مولانا محمد شریف جالندھری
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود
مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی
کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام حسین	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد حسین ناصر
مولانا غلام مصطفی	غلام مصطفی چوہدری ایڈووکیٹ
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالرزاق	

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ، ملتان فون: 061-4783486, 0300-4304277

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

قادیانی فتنہ ...... تازہ صورت حال	ادارہ	03

مقالات ومضامین

ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر	مولانا خورشید انور قاسمی	05
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ حسن سلوک	عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ	10
یہ تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ	13
اصحاب بدر کا اجمالی تعارف (قسط نمبر:21)	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	15
سفارت......تاریخ کا ایک دلچسپ واقعہ	مولانا عزیز الرحمن	18
تاریخ خلیفہ ابن خیاط رحمۃ اللہ علیہ (قسط نمبر:10)	ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری	23

شخصیات

حسین یادیں دلربا باتیں......حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ	مولانا عمر حیات سیال	29

ردقادیانیت

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کون تھا؟ اور کیا تھا؟	مولانا محمد اعجاز مصطفی	33
اسلامی سال کا دوسرا ماہ، ہفتہ کا پانچواں دن اور مرزا کی غلط بیانی	مولانا عبدالماجد شہیدی	39
قادیانی دجال کا استیصال......حصہ نظم	مولانا سعد اللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ	43

متفرقات

سانحہ دوالمیال کی تفصیلی رپورٹ	مولانا مفتی خالد میر	48
تبصرۂ کتب	ادارہ	52
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم

قادیانی فتنہ ...... تازہ صورت حال!

اللہ رب العزت نے نبوت کے سلسلہ کا آغاز سیدنا آدم علیہ السلام سے کرکے اس کا اختتام رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس پر فرمایا۔ دیگر اسلامی عقائد کی طرح عقیدۂ ختم نبوت کو مانے بغیر بھی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ قومی اسمبلی نے طویل غوروخوض کے بعد مرزا غلام قادیانی کو اس کے دعویٰ نبوت اور دیگر بے شمار کفریہ عقائد کے باعث بمع اس کے پیروکاروں کے خارج از اسلام قرار دیا۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلہ کو، قادیانی گروہ نے تسلیم نہ کرکے آئین پاکستان سے بغاوت کا ارتکاب کیا۔ چناب نگر میں قادیانیوں نے سول کورٹ سے سپریم کورٹ تک طرز کی اپنی عدالتیں قائم کرکے سٹیٹ انڈر سٹیٹ کی کیفیت بنا رکھی ہے۔ گورنمنٹ کو چاہئے تھا کہ وہ اپنی رٹ قائم کرتی۔ قادیانیوں کی قانون شکنی اور بغاوت کو کچلتی۔ انہیں آئین کا پابند بنایا جاتا۔ ان کی نام نہاد عدالتوں کو بند کیا جاتا۔

مگر اس کے برعکس ہوا یہ کہ: اسلام آباد میں پاکستان کے ایک ادارۂ فزکس کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام پر منسوب کئے جانے کا وزیراعظم نے حکم فرمایا۔ حالانکہ اس ادارہ کے بانی معروف مسلمان سائنسدان ڈاکٹر ریاض الدین تھے۔ تین چار دہائیوں کے بعد ختم نبوت اور ملک کے قانون کے باغی کا یہ اعزاز کئی خدشات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ملک بھر کے اداروں کی طرح قادیانی تعلیمی اداروں کو بھی قومی تحویل میں لیا۔ اب ان اداروں کو واپس کرنے کے لئے قادیانیوں کی دائر کردہ رٹ پر ہائیکورٹ میں صوبائی محکمہ تعلیم نے اپنی رضامندی ظاہر کرکے قادیانیوں کو ادارے واپس کرنے کی راہ ہموار کی۔ یوں یہ ادارے قادیانیوں کو واپس دے کر پھر عقیدۂ ختم نبوت کی بغاوت اور قادیانی کفریات کی تعلیم کا حکومت خود اہتمام کررہی ہے۔

چناب نگر، سی.ٹی.ڈی نے چھاپہ مار کر قابل اعتراض وخلاف قانون قادیانی لٹریچر تحویل میں لیا اور چند قادیانی ملزمان کو گرفتار کیا۔ اس پر ’’The Nation‘‘ کی رپورٹ کے مطابق امریکی حکومت نے احتجاج کیا۔ ملک بھر کے مدارس اور مراکز پر چھاپے پڑے۔ کسی پر امریکی حکومت نے احتجاج نہیں کیا۔ مگر قادیانیوں کے مسئلہ پر وہ میدان میں آگئے۔ اس پر حکومت پاکستان نے اپنی طرف سے ان کے احتجاج کو مسترد نہیں کیا کہ تم ہمارے داخلی مسائل میں مداخلت کیوں کرتے ہو۔

''دوالمیال'' میں قادیانیوں نے ۱۲ ربیع الاوّل کے جلوس پر فائرنگ کر کے جلوس میں اشتعال پھیلایا۔ اپنے کارندے بھیج کر جلوس کو مشتعل کیا۔ ایک مسلمان کو قادیانی اٹھا کر لے گئے اور پھر اس کو قتل کر کے لاش پھینک دی۔ عامر الرحمٰن قادیانی ایڈووکیٹ کو پہلے جج بنایا جارہا تھا۔ وکلاء نے احتجاج کیا تو اسے ڈپٹی اٹارنی جنرل بنادیا گیا ہے۔ ڈاکٹر وسیم کوثر قادیانی کو سینئر ایڈوائزر وفاقی محتسب بنادیا گیا ہے۔ محکمہ تعلیم پنجاب نے اسلامیات کی سیٹیں پر کرنے کے لئے درخواستیں طلب کیں۔ اس میں قادیانیوں پر قدغن نہ لگائی کہ وہ درخواستیں نہ دیں۔ کیونکہ وہ غیر مسلم ہیں اور اسلامیات وہ نہیں پڑھا سکتے۔ جب پنجاب اسمبلی میں جماعت اسلامی کے رہنما اور ممبر جناب وسیم اختر صاحب نے پوائنٹ اٹھایا تو قائد حزب اختلاف پنجاب اسمبلی جناب محمود الرشید صاحب نے تائید کی اور پھر احتجاجی بائیکاٹ کیا تو پنجاب کے مشیر تعلیم نے پنجاب اسمبلی میں اعلان کیا کہ قادیانی اسلامیات نہیں پڑھا سکتے۔ ہم نوٹیفکیشن کریں گے۔ وعدہ اور وہ بھی اسمبلی میں کرنے کے باوجود نوٹیفکیشن نہیں کیا گیا۔ یہ سب بلاوجہ نہیں۔

پاکستان کو قادیانی اشتعال اور بدامنی کی راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ راہداری کے منصوبہ کو ناکام بنانے کے لئے حکومت میں گھسے ہوئے قادیانی بیوروکریٹ ایک خطرناک کھیل کھیلنا چاہتے ہیں۔ صدر مملکت اور وزیر اعظم پاکستان سے درخواست ہے کہ:

۱...... قادیانی عبدالسلام کے نام پر فزکس کے ادارہ کے نام رکھنے کا آرڈر واپس لیا جائے۔

۲...... قادیانیوں کو تعلیمی ادارے سپرد نہ کئے جائیں۔

۳...... امریکی حکومت کو پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت سے باز رکھا جائے۔

۴...... قادیانیوں کی قانون سے بغاوت کا نوٹس لے کران کو آئین پاکستان کا پابند بنایا جائے۔

سائیں عبدالواجد ہالیجوی ؒ کی وفات

خانقاہ راشدیہ قادریہ ہالیجی شریف کے بانی مولانا حماداللہ ہالیجوی ؒ کے پوتے اور سائیں محمود اسعد ؒ کے فرزند ارجمند، موجودہ سجادہ نشین حضرت سائیں عبدالصمد ہالیجوی مدظلہ کے بھائی سائیں عبدالواجد ۲۱ رنومبر ۲۰۱۶ء کو انتقال فرماگئے۔ مرحوم انتہائی نیک، ملنسار، بااخلاق، ذاکر و شاغل اور صالح انسان تھے۔ اللہ پاک نے انہیں بہت ہی خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ اڑھائی بجے سہ پہر ہالیجی شریف میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض مولانا سائیں عبدالقیوم ہالیجوی مدظلہ نے سرانجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی مولانا محمد علی صدیقی میرپور خاص، مولانا محمد حسین ناصر، عبدالغفار شیخ، قاری عبدالقادر چاچڑ، مولانا محمد حسن چاچڑ اور دیگر درجنوں کارکنوں نے کی۔ انہیں ہالیجی شریف میں سپرد خاک کیا گیا۔ جنازہ میں ڈپٹی چیئرمین سینیٹ سمیت ہزاروں علماء کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی۔

ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

مولانا خورشید انور قاسمی

قرآن کریم اللہ جل شانہ کا پوری دنیائے انسانیت کے نام آخری وابدی پیغام ہے۔ یہ پیغام ربانی رنگ ونسل، قوم وقبیلہ، زبان ووطن وغیرہ کی تمام افتراقی واختلافی قیود وحدود سے آزاد اور بے تعلق ہے۔ قرآن کریم خالق کائنات کا وہ عظیم الشان اور عظیم المرتبہ کلام ہے جس کو تمام اقوام عالم کے قلوب کی سیرابی اور سرسبزی وشادابی کے لئے روئے زمین پر اتارا گیا۔ قرآن کریم تہذیب اخلاق، تزکیۂ نفوس، تنویر قلوب اور مہذب وپاکیزہ معاشرہ کے مستحکم ضابطے، حکومت وسیاست کے زریں اصول، روحانی ترقی اور معرفت ربانی کے انمول قوانین کی ایسی بے نظیر کتاب ہے جس میں خالق ومخلوق، عابد ومعبود کے درمیان خوشگوار رابطہ کا جامع دستور العمل پیش کیا گیا ہے۔

قرآن سے ہمارا تعلق

رسول کریم ﷺ کا لایا ہوا یہ قرآن کریم اپنی گونا گوں افادیت اور تمام تر فیض رسانی کے ساتھ ساتھ ہمارے خالق ومالک کا کلام وپیام ہے۔ اس لئے ہمارے قلوب اس کی محبت والفت سے لبریز، ہماری جبین نیاز وعقیدت اس کی عظمتوں کے سامنے سرنگوں اور ہمارا دماغ اس کی حیرت انگیز تاثر وتعبیر کا معترف ومعتقد ہے۔ لیکن محض محبت وعقیدت ہی تو کافی نہیں ہے بلکہ اس کے حقوق کی ادائیگی بھی انتہائی ضروری ہے اور اس کلام عظیم کی بے پناہ عظمت کا حق اس وقت تک ادا نہیں ہوگا جب تک ہم تین کاموں کا اہتمام نہ کریں۔

۱...... تمام اصول اور آداب کی رعایت کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کیا جائے۔

۲...... قرآن مقدس کی صحیح تفسیر کا علم حاصل کیا جائے۔

۳...... قرآن کریم کی تمام ہدایات وتعلیمات پر پورے اہتمام واستحکام کے ساتھ عمل کیا جائے۔

اگر ان تین حقوق قرآنی کی ادائیگی کا اہتمام ہو جائے تو ترقی وفتوحات کے دروازے کھل جائیں اور ذلت ونکبت کے بادل چھٹ جائیں۔

قرآن کریم سے غفلت ودلچسپی کے نتائج

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے: ”یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب مقدس کی برکت سے

بہتوں کو سربلندی وعظمت سے نوازتا ہے اور اسی کتاب کی (ناقدری) سے بہت سے لوگوں کو ذلت وپستی میں دھکیل دیتا ہے۔‘‘ (مسلم شریف)

تاریخ شاہد ہے کہ جس نے اس کتاب ہدایت کا انکار کیا اور اس سے دوری اختیار کی اسے مٹا دیا گیا، توڑ دیا گیا، پاش پاش کر دیا گیا، ذلت ورسوائی کے گڑھے میں دھکیل دیا گیا، عقل ودانش نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا، نیک نامی واقبال مندی نے اس سے منہ موڑ لیا، زمین وآسمان، آفتاب وماہتاب سب اس کے دشمن ہوگئے اور جس نے آمنا وصدقنا کہا، اسے کلام الٰہی تسلیم کیا، اس کے حقوق ادا کئے، اپنا تن من اس پر قرآن کیا، اس کے احکام کے سامنے جھکے، سب اس کے سامنے جھک گئے۔ خزانے جھکے، فوج ولشکر جھکے، اقبال وحشم جھکا، ناموری واقبال مندی جھکی، تخت وتاج جھکے۔ جھکے ہی نہیں پوری آب وتاب کے ساتھ قدموں میں آگئے۔

اور اس چشم دید وعالم آشکارا حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ جب ان ہی عقید تمندوں سے ’’کلام ربانی‘‘ کی حق تلفی ہوئی، تلاوت میں کمی آئی، قرآن وحدیث کے بجائے لہوالحدیث کا شغل ہوگیا۔ ناول، افسانے، گیت، گانے، مشاعرے، کھیل کود اور ماڈرن معلومات وخرافات سے دلچسپی ہوئی اور احکام کی تعمیل میں کوتاہیوں کا سلسلہ دراز ہوا تو، ایمان وتصدیق کے باوجود، زمین وآسمان کی نگاہیں بدل گئیں۔ کل کا محبوب آج مبغوض ہے، کل کا فاتح آج مفتوح ہے، کل کا غالب آج مغلوب ہے۔ معلم اخلاق ﷺ کا امتی دوسروں کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ بلکہ اپنے اخلاق حسنہ کی متاع گم شدہ کے، حذف ریزوں کو جب دوسروں کی زندگی میں دیکھتا ہے تو حیران وششدر ہو جاتا ہے اور کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اپنی ہی متاع عزیز کی شناخت نہ کر سکنے کی وجہ سے بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ: ’’اخلاق ان کے پاس ہے۔‘‘ مروت وہمدردی ان میں ہے۔ فیاللعجب!

افسوس صد افسوس! دنیا کو تہذیب وتمدن اور پاکیزہ معاشرہ کی روشنی فراہم کرنے والا خود تہذیب ناآشنا اور بداخلاقی وبداعمالی کے اندھیروں میں گھرا ہوا ہے۔ تیرگی زادے اس کے تعاقب میں ہیں، دھمکیاں دے رہے ہیں، سازشیں کر رہے ہیں، نیست ونابود کرنے کی تدابیر کر رہے ہیں۔ ’’ان الامم تداعت علیکم تداعی الاکلة، علی القصعه ‘‘ کا صاف مشاہدہ ہو رہا ہے اور امت کا سواد اعظم اپنی کثرت کے باوجود ’’غثاء کغثاء السیل ‘‘ کا نمونہ بنا کف افسوس مل رہا ہے۔ چند نفوس قدسیہ اپنی قوت ایمانی کے ساتھ دشمنان خدا کے بالمقابل صف آراء ہیں۔ بس! اللہ تعالیٰ ان کی نصرت وحفاظت فرمائے۔ آمین، بہرحال یہ رسوائیاں، یہ محرومیاں ہمارے لئے تازیانہ عبرت ہیں۔ ہماری قومی وملی غیرت وحمیت کو چیلنج کر رہی ہیں۔ خدائے علیم وقدیر ہماری رہنمائی فرمائے، ہمارے مذہبی شعور کو بیدار فرمائے۔ آمین!

قرآن کریم کی شکایت رب کریم کی بارگاہ میں

قرآن کریم سے غفلت کا دوسرا پہلو جو اس سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے یہ ہے کہ قرآن کریم سے غفلت برتنے والا آخرت کی زندگی میں حساب وکتاب کے روز بھی انتہائی خوفناک، اذیت ناک، شرمناک، رسوا کن اور ذلت آمیز صورتحال سے دوچار ہوگا۔ کیونکہ حدیث پاک میں ہے: ’’جس شخص (یا قوم) نے قران پاک کا علم حاصل کیا مگر اس کو بند کر کے گھر میں معلق کر دیا نہ اس کی تلاوت کی پابندی کی اور نہ اس کے احکام پر غور کیا تو قیامت کے روز قرآن کریم اس کے گلے میں لٹکا ہوا آئے گا اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کرے گا کہ اے پروردگار عالم! آپ کے اس بندہ نے مجھے چھوڑ رکھا تھا آپ میرے اور اس کے معاملہ کا فیصلہ فرمادیں۔‘‘ (معارف القرآن سورۃ فرقان)

کیا قرآن کریم کی یہ شکایت رائیگاں جائے گی؟ جب کہ بارگاہ ایزدی میں قرآن کریم کو بے پناہ مقبولیت ومحبوبیت حاصل ہے۔ رب کریم کی بارگاہ میں قرآن کریم قرب کے کتنے عالی مرتبہ پر فائز ہے اور وہاں اس کی کیسی ناز برداری کی جائے گی؟ اگر آپ اس کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں تو ان احادیث طیبہ کا مطالعہ کیجئے جن میں واضح کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی سورتیں اپنے محبین و متعلقین (تلاوت کا شغل رکھنے والوں اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنے والوں) کے بارے میں پروردگار عالم سے محاجہ ومجادلہ کریں گی۔ لڑیں گی، جھگڑیں گی ان کی بخشش کے لئے پورا زور صرف کریں گی۔ یہاں تک کہ پروردگار عالم ان کی سفارش کو قبولیت سے نوازے گا اور قرآنی سورتوں کے مطالبات پورا کرے گا۔ چنانچہ حضرت ابوامامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔

’’قرآن کی تلاوت کیا کرو۔ کیونکہ وہ قیامت کے روز اپنے متعلقین کی سفارش کرے گا، دو نورانی سورتوں کو (بقرہ وآل عمران کو) بھی پڑھا کرو۔ کیونکہ وہ دونوں قیامت کے روز بادل یا سائبان یا چڑیوں کے قطار در قطار جھنڈ کی شکل میں آئیں گی اور اپنے متعلقین (کی نجات یا ترقی) کے لئے (رب العالمین سے) مباحثہ کریں گی۔ سورۂ بقرہ کو پڑھا کرو۔ کیونکہ اس کا پڑھنا اور اس کی ہدایات کی تعمیل کرنا برکت ہی برکت ہے جب کہ اسے چھوڑ دینا حسرت ہی حسرت ہے اور اس پر جادوگروں کا زور نہیں چل سکتا ہے۔‘‘ (مسلم شریف)

اسی طرح سورۂ ملک کے بارے میں فرمان نبوت ہے کہ وہ قیامت کے دن رب العالمین سے لڑ جھگڑ کر اپنے قاری کو بخشوالے گی۔ اسی وجہ سے حضرت ابن عباسؓ سورۂ ملک کو سورۂ مجادلہ فرمایا کرتے تھے۔

’’قرآن کی ایک سورت (سورۂ ملک) نے اپنے پڑھنے والے کی حمایت میں مخاصمہ (جھگڑا) کیا۔ حتیٰ کہ اسے جنت میں داخل کرالیا۔‘‘

ایک اور شکایت

قرآن مقدس کے ساتھ بے اعتنائی برتنے والوں کے خلاف بارگاہ خداوندی میں رسول اقدس ﷺ بھی شکایت فرمائیں گے کہ بار الٰہی! میری قوم نے آپ کے کلام پاک کو نظرانداز کر دیا تھا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: ''اور رسول (ﷺ اس دن) فرمائیں گے کہ اے میرے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو (جو واجب العمل تھا) بالکل نظرانداز کر دیا تھا۔''

قرآن کریم کو نظرانداز کرنے کی مختلف صورتیں

مفسرین کرام ؒ نے قرآن مقدس کو نظرانداز کرنے کی مختلف صورتیں ذکر کی ہیں:

پہلی صورت: قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی تصدیق نہ کی جائے، اس کی صداقت وحقانیت کا انکار کیا جائے یہ سب سے بدترین صورت اور ناقابل معافی جرم ہے۔

دوسری صورت: قرآن کریم سے عدم دلچسپی کی ایک صورت یہ بھی ہے ایک مسلمان قرآن مقدس کی صحیح طریقہ پر تلاوت کا شغل واہتمام نہ کرے۔

تیسری صورت: قرآن کے مضامین ومعانی میں غور وفکر نہ کیا جائے، یہ جاننے کی کوشش نہ کی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس عظیم الفوائد کلام کے ذریعہ ہمیں کیا پیغام دیا ہے؟ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ کن چیزوں پر اس کی طرف سے پابندی عائد ہے اور کن کاموں کا ہم سے مطالبہ ہے؟ اسے کیا پسند ہے اور کیا ناپسند ہے؟

چوتھی صورت: قرآن کریم کو نظرانداز کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ قرآنی ہدایات وتعلیمات پر عمل نہ کیا جائے۔ پیغام ربانی کا پاس ولحاظ کئے بغیر بس من مانی زندگی گزاری جائے۔

چنانچہ مفسر ابن کثیر دمشقی ؒ اس آیت کریم کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''قرآن میں غور وفکر نہ کرنا، اس کو سمجھنے کی کوشش نہ کرنا، قرآن کو نظرانداز کرنا ہے۔ قرآن پر عمل نہ کرنا، جن کاموں کا حکم دیا گیا ان کو چھوڑ دینا، اور جن سے روکا گیا ہے ان کو کرنا قرآن کو نظرانداز کرنے کی ایک صورت ہے۔ قرآن کو چھوڑ کر شعروشاعری گیت گانے یا کھیل کود میں مشغول ہونا قرآن کو نظرانداز کرنا ہے۔ اسی طرح تہذیب وتمدن، افکار ونظریات، اعمال واشغال اور معاملات واخلاقیات میں ایسا طریقہ اختیار کرنا جو قرآن کے خلاف ہو اور کہیں اور سے حاصل کیا گیا ہو یہ بھی قرآن کو نظرانداز کرنے میں داخل ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر پارہ۱۹)

معلوم ہوا کہ جو لوگ حقوق قرآن (تلاوت، تدبر اور اطاعت) میں غفلت وکوتاہی کریں گے رسول مقبول ﷺ اللہ تعالیٰ کی عدالت عالیہ میں ایسے لوگوں کے خلاف اپیل کریں گے کہ بار الٰہی! اس شخص کو

آپ کے کلام و پیام سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، اس نے آپ کے کلام عظیم کو بالائے طاق رکھ دیا تھا، نہ تلاوت کرتا تھا، نہ اس کو سمجھنے کی کوشش کرتا تھا اور نہ ہی اس کے احکام کا پابند تھا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ جس کے خلاف رسول اکرم ﷺ اور قرآن عظیم کی طرف سے شکایت کی جائے۔ اس کی ہلاکت و بربادی میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟ لہٰذا دنیا کی ذلت ورسوائی اور آخرت کی حسرت وندامت سے بچنے کے لئے قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور اسے سمجھنے کی سعی اور کوشش کرنا، تفسیر کی مستند ومعتبر تفاسیر کا مطالعہ کرنا، قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر کی مجالس میں شرکت کرنا، قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا نہایت ضروری فریضہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے اس چشمۂ ہدایت ورحمت سے سیراب وفیضیاب فرمائے۔ آمین!

مولانا عبدالرحیم چاچڑ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال

مرکزی جامع مسجد پنوعاقل کے خطیب مولانا عبدالرحیم چاچڑ رحمۃ اللہ علیہ ۲۰ر نومبر ۲۰۱۶ء کو رحلت فرماگئے۔ مرحوم شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، شیخ الحدیث مولانا عبدالقدیر کے شاگرد رشید مدرسہ دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی کے فضلاء میں سے تھے۔ اصلاحی تعلق ہالیجی شریف پنوعاقل سے تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرستوں میں سے تھے۔ علالت کے باوجود آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت فرماتے۔ امسال کمزوری وعلالت کی وجہ سے شریک نہیں ہوسکے۔ جس کا انہیں شدید رنج تھا۔ ۳۵ سال تک پنوعاقل کی مرکزی مسجد کے امام وخطیب رہے۔ رمضان المبارک میں مجلس کے لئے بھرپور مالی اعانت کی اپیل کرتے۔ مبلغ صاحب سے فرماتے کہ آپ ممبر کے قریب تشریف رکھیں۔ خود آخر میں رومال بچھا کر نمازیوں کو متوجہ فرماتے رہتے۔ اللہ پاک مغفرت فرمائیں۔ آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔

مولانا بدرالدین چاچڑ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

مولانا بدرالدین مدرسہ مطلع العلوم صلاحی چاچڑ پنوعاقل کے مدرس رحلت فرماگئے۔ موصوف اسی مدرسہ کے فاضل تھے۔ مدرسہ مطلع العلوم ۶۳ سال سے قائم ہے۔ مولانا بدرالدین اس مدرسہ میں درجہ کتب کے استاذ تھے۔ جن سے سینکڑوں طلبا نے دینی علوم سیکھے۔ مولانا محمد حسین ناصر، عبدالغفار شیخ، شبیر احمد شیخ، قاری عبدالقادر چاچڑ، مولوی حاجی محمد حسن چاچڑ کی معیت میں مولانا بدرالدین چاچڑ، اور مولانا عبدالرحیم چاچڑ کی تعزیت کے لئے بستی صلاح چاچڑ میں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ حضرت ہالیجوی رحمۃ اللہ علیہ ثانی مولانا محمود اسعد ہالیجوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند عبدالواجد ہالیجوی رحمۃ اللہ علیہ بھی انتقال فرماگئے۔ ان کے جنازہ میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ مولانا بدرالدین چاچڑ ۱۸ر صفر المظفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۹ر نومبر ۲۰۱۶ء کو انتقال فرما کر عالم جاودانی کی طرف روانہ ہوئے۔

ازواج مطہرات ؓ کے ساتھ حسن سلوک

عارف باللہ، ڈاکٹر عبدالحئی عارفی ؒ

حضور ﷺ سے محبت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اتباع سنت کی نیت سے اہل خانہ سے حسن سلوک کیا جائے۔ جس کی برکت سے گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی بیرونی زندگی اور خانگی زندگی کے عمل کو سرانجام دینے کے لئے اللہ جل شانہ نے خاص خاص وسائل اور اسباب مہیا فرمادیئے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے سامنے ایسی دو جماعتیں موجود تھیں جنہوں نے اس ضروری فرض کو ایسی خوش اسلوبی اور احتیاط کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچادیا کہ ساری دنیا کے سامنے حضور نبی اکرم ﷺ کی تمام زندگی اور خلوت وجلوت کی ایک مکمل تصویر رشد وہدایت کے لئے موجود ہے۔ پہلی جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تھی اور دوسری جماعت امہات المؤمنین ؓ کی تھی جنہوں نے من وعن حضور ﷺ کے تمام حالات ومعمولات ومعاملات خلوت بلاتکلف امت کے سامنے پیش فرمادیئے ہیں تاکہ حضور ﷺ کی زندگی مبارک کا یہ روشن پہلو بھی شرافت انسانیت کے حصول کے لئے واضح ہوجائے۔

ازدواجی معاملات ومعمولات

آپ ﷺ ازواج مطہرات کے حقوق میں پوری مساوات وعدل رکھتے تھے۔ کسی طرح کا فرق نہ کرتے تھے۔ رہی محبت تو آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ جس کا مجھے اختیار ہے اس کی تقسیم تو میں نے مساوی طور پر کردی۔ لیکن جو بات میرے بس میں نہیں ہے اس پر مجھے ملامت نہ کیجئے گا۔ (اختیاری چیز سے مراد معاملات ومعاشرت اور غیر اختیاری بات سے مراد محبت ومیلان طبع) آپ ﷺ کے ازدواجی تعلقات حسن معاشرت اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ حضرت عائشہ ؓ کے زانو سے ٹیک بھی لگا لیتے اور اسی حالت میں قرآن کی تلاوت بھی فرماتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ ایام سے ہوتیں۔ مگر آپ ﷺ ان کی طرف التفات فرماتے۔ ایسا بھی ہوتا کہ بحالت صوم تقبیل کرتے۔ یہ سب آپ ﷺ کے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ حسن سلوک اور لطف وکرم کا نتیجہ تھا۔ جب آپ ﷺ سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ جس کے نام کا قرعہ نکل آتا وہی ساتھ جاتیں۔ پھر کسی کے لئے کوئی عذر نہ رہ جاتا۔

حدیث: نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ سب سے بہتر

سلوک کرتا ہو اور میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ تم سب سے بہتر سلوک کرتا ہوں۔

جب آپ ﷺ نماز عصر پڑھ لیتے تو تمام ازواج مطہرات کے گھروں میں روزانہ تشریف لے جاتے۔ ان کے پاس بیٹھتے۔ ان کے حالات معلوم کرتے۔ جب رات ہوتی تو وہاں تشریف لے جاتے جہاں باری ہوتی اور شب وہیں بسر کرتے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ باری کی اتنی پابندی فرماتے کہ کبھی ہم میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے اور ایسا شاذونادر ہی ہوتا کہ آپ ﷺ سب ازواج مطہرات کے یہاں روزانہ تشریف نہ لے گئے ہوں۔

نبی کریم ﷺ انصار کی لڑکیوں کو حضرت عائشہ ؓ کے پاس کھیلنے کو بلایا کرتے تھے اور جائز امور میں آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ ہو جاتے اور جب حضرت عائشہ ؓ پانی پیتیں تو آپ ﷺ ان کے ہاتھ سے پیالہ لے کر وہیں لب مبارک لگا لیتے جہاں سے انہوں نے پیا تھا اور جب وہ ہڈی پر سے گوشت کھاتیں تو آپ ﷺ وہ ہڈی جس پر گوشت ہوتا لے کر وہاں منہ لگاتے جہاں سے حضرت عائشہ ؓ نے کھایا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کے ساتھ مسابقت فرمائی اور ایک دوسرے کے ساتھ دوڑے۔ حضرت عائشہ ؓ دوڑ میں آگے نکل گئیں۔ پھر کچھ زمانہ کے بعد دوسری مرتبہ دوڑ ہوئی تو حضرت عائشہ ؓ سے حضور ﷺ آگے نکل گئے۔ وجہ یہ تھی کہ پہلی مرتبہ حضرت عائشہ ؓ عام جسم کی تھیں۔ دوسری بار کے وقت بھاری جسم کی ہو گئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا پہلی مرتبہ مجھ سے تمہارے آگے نکل جانے کا آج (تم سے میرے آگے نکل جانے کا) بدلہ ہے۔ (مدارج النبوۃ)

کھانے پینے میں ازواج مطہرات ؓ کو کوئی روک ٹوک نہیں تھی جو چاہتیں کھاتیں جو چاہتیں پہنتیں۔ ہر چند عسرت کی وجہ سے اچھا کھانا میسر نہ آتا۔ اہل بیت کے لئے سونے چاندی کے زیورات پسند نہ فرمائے۔ اس زمانہ میں ہاتھی دانت کے زیوروں کا رواج تھا۔ آپ ﷺ اس قسم کے زیور پہننے کا حکم دیتے۔ بیویوں کا پاک صاف رہنا پسند فرمائے۔ بیویوں پر لعن طعن نہ کرتے۔ نہ ان سے سخت اور درشت لہجہ میں گفتگو کرتے۔ اگر کوئی بات ناگوار خاطر ہوتی تو اتفاق میں کمی کر دیتے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے داخل ہوتے۔

(اسوۂ حسنہ)

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حریرہ لائی جو میں نے آپ ﷺ کے لئے تیار کیا تھا۔ میں نے حضرت سودہ ؓ سے جو وہاں موجود تھیں کہا کہ تم بھی کھاؤ۔ انہوں نے کسی وجہ سے انکار کیا۔ میں نے کہا یا تو کھاؤ ورنہ تمہارا منہ اس حریرہ سے سان (لیپ) دوں گی۔ انہوں نے پھر بھی انکار کیا۔ میں نے حریرہ میں ہاتھ بھر کر ان کا منہ سان دیا۔ نبی کریم ﷺ یہ دیکھ کر ہنسے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ

سے مجھ کو (حضرت عائشہ ؓ) دبایا (تاکہ مدافعت نہ کر سکیں) حضرت سودہ ؓ سے فرمایا تم ان کا منہ سان دو۔ انہوں نے میرا منہ سان دیا۔ آپ ﷺ پھر ہنسے۔ (جمع الفوائد عن الموصلی)

فائدہ: آپ ﷺ کا حسن سلوک اور ازواج سے آپ کی بے تکلفی اور محبت واضح ہے۔

حدیث: حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک شب ان کے پاس سے باہر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتے ہیں کہ مجھ کو آپ ﷺ پر گمان ہوا۔ اس گمان سے کہ شاید کسی بی بی کے پاس تشریف لے گئے ہوں۔ حالانکہ یہ گمان نہ صحیح تھا نہ آپ ﷺ کے معمول ملتزم کے اعتبار سے صحیح ہو سکتا تھا۔ گو عدل بھی آپ پر واجب نہ ہوا اور عقلاً حضرت عائشہ ؓ بھی ایسا گمان نہیں کر سکتی تھیں۔ مگر طبعاً معذور تھیں۔ اسی واسطے اس کو غیرت سے تعبیر کیا جو امر طبعی ہے۔

پھر آپ ﷺ تشریف لے آئے اور میں اضطراب میں جو کچھ کر رہی تھی (مثلاً اضطراب کی حرکات) اس کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے عائشہ! تم کو کیا ہوا؟ کیا تم کو شک ہوا؟ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا وجہ کہ مجھ جیسا (محب) آپ ﷺ جیسے (محبوب) پر شک نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھ کو تیرے شیطان نے پکڑ لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میرے ساتھ کوئی شیطان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور (تمہاری کیا تخصیص ہے) ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہے۔ میں نے کہا آپ ﷺ کے ساتھ بھی یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! لیکن میرے رب نے اس کے مقابلہ میں میری اعانت فرمائی یہاں تک کہ میں اس سے سالم (یعنی محفوظ) رہتا ہوں یا (ایک روایت کے مطابق یہ فرمایا کہ) وہ اسلام لے آیا۔ (اسوۂ رسول اکرم ﷺ)

ختم نبوت کانفرنس خوشاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع خوشاب کے زیر اہتمام مدرسہ تعلیم القرآن روڈا شہر میں ۲۹ردسمبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء فقید المثال کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مناظر اہل سنت مولانا عبدالحمید تونسوی، مولانا عرفان محمود برق، مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا عبدالشکور ربانی اور مولانا محمد نعیم مبلغ ختم نبوت خوشاب کے بیانات ہوئے۔ نقابت کے فرائض قاری حفیظ اللہ جب کہ تلاوت کلام پاک قاری محمد نوید نے کی۔ مفتی عمر دراز نے نگرانی اور حافظ دلاور امیر مجلس روڈا شہر نے صدارت واختتام دعا فرمائی۔ موسم انتہائی سرد اور شدید اوس پڑنے کے باوجود ہزاروں افراد نے شرکت کی اور رات گئے تک کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں جدید علماء کرام، کارکنان ختم نبوت، مذہبی و سیاسی شخصیات نے شرکت کی۔

یہ تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ

حضور ﷺ کی صحبت مبارکہ کی برکت سے صحابہؓ کی زاہدانہ زندگی کا ایک عجیب عبرت انگیز واقعہ حضرت سعد بن عمیرؓ بیت المقدس اور فلسطین کے والی بنائے گئے تھے اور ایک عرصے تک بنے رہے۔ پھر حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا۔ حضرت عمرؓ اپنے گورنروں اور عمال کا امتحان کیا کرتے کہ وہ کہیں ظلم کی طرف تو نہیں جا رہے ہیں۔ کہیں ان سے عدل وانصاف کی بٹیا چھوٹ تو نہیں گئی۔ دوسرے آدمیوں کے ذریعے بھی جانچ کراتے تھے اور خود بھی رات کو بھیس بدل بدل کر نکلتے تھے کہ مخلوق کی اخلاقی حالت کیسی ہے۔ غرض انہوں نے ایک خادم کو شام بھیجا کہ جا کر ذرا سعد بن عمیرؓ کی خبر لاؤ کہ کس حالت میں ہے اور پانچ سو روپے کی تھیلی دی کہ میری طرف سے ہدیے کے طور پر پیش بھی کر دینا۔ مقصد جانچ کرنا تھا۔ خادم پہنچا، حال یہ ہے کہ سعد بن عمیرؓ فلسطین کے گورنر ہیں اس متمدن ملک کے کہ جہاں دولت اور پھل اور سبزہ زاروں کی کوئی کمی نہیں۔ مگر گورنر صاحب ایک خس پوش کچے سے مکان میں دروازے پر بیٹھے ہوئے رسیاں بٹ رہے تھے۔ بان بٹ کے پیٹ پالتے تھے۔ اس سے جو پیسے ملتے تھے ان سے گزر اوقات کرتے تھے۔ بیت المال اور خزانے پر بار نہیں ڈالتے تھے۔

غرض خادم پہنچا تو کھڑے ہو گئے، بہت محبت سے ملے، خادم نے حضرت عمرؓ کا پیغام پہنچایا بہت خوش ہوئے۔ اب حضرت عمرؓ تو گورنر کی جانچ کر رہے تھے کہ گورنر صاحب نے امیر المؤمنین کی جانچ شروع کر دی۔ خادم سے کہا کہ عمرؓ تو بڑا مالدار ہو گیا ہوگا۔ اس واسطے کہ امیر المؤمنین ہے، خزانے اس کے تحت میں ہیں۔ ہزاروں لاکھوں روپیہ جمع کر لیا ہوگا؟ خادم نے کہا کہ نہیں! حضرت عمرؓ کا وہی زہد وقناعت قائم ہے جو زمانہ نبوی کے اندر قائم تھا۔ وہی جو کی روٹی، وہی پیوندوں کے کپڑے، وہی زہد، وہی قناعت۔ کہا: الحمد للہ! خدا نے ہمیں ایسا امیر دیا کہ جو خزانوں پر قابض ہو کر پھر بھی زاہد اور متقی ہے۔ پھر اس کے بعد سوال کیا کہ حضرت عمرؓ کے ہاں مقدمات تو آتے ہوں گے، خوب جانبداریاں کرتا ہوگا، اپنے رشتہ داروں کی حمایت کرتا ہوگا، دوستوں کو جتاتا ہوگا؟ خادم نے کہا کہ نہیں حضرت عمرؓ غریب کو اور امیر کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پبلک کے تمام افراد ان کی نگاہ میں یکساں ہیں۔ وہ عدل وانصاف سے کام کرتے ہیں۔ کہا: الحمد للہ! خدا نے ہمیں ایسا امیر دیا جو عادل بھی ہے منصف بھی ہے۔ کامل بھی ہے۔ غرض وہ تو جانچ کر رہا ہے امیر المؤمنین کی طرف سے گورنر کی اور گورنر جانچ کر رہے ہیں امیر المؤمنین کی کہ ان میں تو کوئی فرق نہیں آیا۔ جب یہ سب کچھ

ہو چکا تو خادم نے پانچ سو روپے کی تھیلی پیش کی کہ حضرت عمرؓ نے بطور ہدیہ کے دی ہے۔ بس یہ دیکھتے ہی غصے سے چہرہ سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ یہ مال عمرؓ کے باپ کا ہے جو ہزار ہزار، پانچ پانچ سو تقسیم کرتا ہے، اس کے باپ کا خزانہ ہے؟ کہا نہیں حضرت عمرؓ نے ذاتی طور پر دیئے ہیں تو کہا اچھا عمرؓ سرمایہ دار بن گیا ہے کہ پانچ پانچ سو اور ہزار ہزار روپیہ ہدیہ کے طور پر بھیجتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

غرض ہدیہ قبول کرلیا۔ مگر اس ہدیہ کا حشر یہ ہوا کہ اپنے بدن سے چادر اٹھائی اور جہاں کوئی غریب گزرا چادر میں سے دو تین بالشت کی ایک پٹی پھاڑی اور دس بیس روپیہ اس میں باندھ کر اس کو دے دیئے۔ کوئی یتیم گزرا پھر ایک پٹی پھاڑی دس بیس باندھے اس کو دے دیئے۔ شام تک روپیہ بھی ختم ہوگیا اور گورنر صاحب کی چادر بھی ختم ہوگئی۔ اخیر میں بیوی نے کہا میرے ہاں کئی دن سے فاقہ ہے کچھ مجھے بھی دے دو تو خفا ہو کے دو تین درہم پھینک دیئے کہ تو بھی اگر اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرنا چاہتی ہے تو بھر لے تجھے مبارک ہو۔ تو یہ کیفیت تھی۔ اس کے بعد خادم نے پیغام دیا کہ حضرت عمرؓ کا جی چاہتا ہے کہ آپ سے ملاقات کریں۔ آپ کو بلایا ہے۔ فرمایا کہ چلو، اسی وقت لاٹھی ہاتھوں میں لے کر کھڑے ہوگئے۔ اڑھائی سو میل کے سفر کے لئے تیار ہوگئے۔ نہ اونٹنی، نہ سواری، کہا بس چلو اور پیدل ہی امیر المؤمنین کی طرف روانہ ہوگئے۔

حضرت عمرؓ کو اطلاع دے دی گئی کہ فلاں دن پہنچیں گے۔ حضرت عمرؓ شہر سے باہر استقبال کے لئے تشریف لائے۔ ملاقات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن عمیرؓ کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے۔ بہت حیران ہوئے کہ یہ غصہ کیوں؟ لیکن سمجھ گئے کہ یہ اس ہدیہ کا اثر ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا کہ شہر میں قیام گاہ پر بعد میں چلیں گے۔ پہلے روضۂ اقدس پر حاضر ہولیں اور نبی اکرم ﷺ پر سلام عرض کرلیں۔ چنانچہ سب تشریف لے گئے۔

روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر حضرت سعد ابن عمیرؓ نے سلام کے بعد عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں عمرؓ کی منحوس خلافت میں زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ جو ہتھکڑیاں اور بیڑیاں آپ ﷺ نے ہمارے ہاتھوں سے کاٹ دی تھیں عمرؓ پھر وہی پہنانا چاہتا ہے اور پانچ پانچ سو روپے ہدیے کے ہمارے پاس بھیجتا ہے۔ میں اس منحوس دور خلافت میں زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ انہوں نے رو رو کر یہ دعا کی۔ اب حضرت عمرؓ کی باری آئی۔ انہوں نے دعا کی یارسول اللہ ﷺ میں اس وقت تک زندہ رہنا چاہتا ہوں جب تک میری حکومت میں سعد بن عمیرؓ جیسے افراد موجود ہیں اور جب یہ نہ رہیں تو میں بھی زندگی نہیں چاہتا تو مؤرخین لکھتے ہیں کہ چند ہی دن کے بعد سعد بن عمیرؓ کی وفات ہوئی اور ان کے بیس دن کے بعد ہی حضرت عمرؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آگیا۔

تو دولت پر قابض ہونے کے بعد اور ملکوں پر حکمراں ہونے کے بعد یہ زہد و قناعت نبی کریم ﷺ کی تربیت کا اثر تھا۔

اصحاب بدر کا اجمالی تعارف

قسط نمبر:21 مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۱۹۱...... عبداللہ بن کعب بن عمرو الخزرجیؓ

آنجناب کی کنیت ابوالحارث تھی۔ بعض نے کہا کہ ابویحییٰ۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام رباب بنت عبداللہ ابن الحبیب۔ موصوف غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے انہیں مال غنیمت کا نگران مقرر فرمایا۔ آپ احد میں بھی شریک ہوئے اور خندق سمیت تمام غزوات میں رحمت دو عالم ﷺ کے شانہ بشانہ رہے۔ سیدنا عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ (الاصابہ۲/۳۶۲)

۱۹۲...... عبداللہ ابن مخرمہ ابن عبدالعزیٰ القرشیؓ

آپ کی کنیت ابومحمد تھی۔ جبکہ والدہ محترمہ کا نام بہانہ بنت صفوان تھا۔ آپ نے حبشہ سمیت دو ہجرتیں کیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی فروہ بن عمرو بن بنی بیاضہ سے مواخات کرائی۔ آپ کی عمر تیس سال کی تھی کہ آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ نیز آپ غزوہ احد، خندق سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ جنگ یمامہ میں بھی سیدنا صدیق اکبرؓ کے دور میں شریک ہوئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ بوقت شہادت ۱۲ ہجری میں آپ کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی۔ (ابن ہشام۲/۳۴۱)

۱۹۳...... عبداللہ ابن مسعود ابن الحارث الہذلی مولیٰ القریشؓ

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ آپ علم، فضل، عقل اور رسول اللہ ﷺ سے قرب کے اعتبار سے جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ دار ارقم میں داخلے سے پہلے اسلام قبول کیا۔ مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے بلند آواز سے قرآن پاک کی تلاوت فرمائی۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے خادم تھے۔ رحمت دو عالم ﷺ نے انہیں بلا روک ٹوک گھر میں آنے کی اجازت دے رکھی تھی اور آپ فقیہ صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ نیز اسفار میں بھی آپ ﷺ کے لئے مسواک، طہارت، وضو کا نظم آپ کے پاس ہوتا تھا۔ حضور ﷺ نے آپ کی مواخات حضرت زبیر بن عوام کے ساتھ کرائی۔ بعض حضرات نے حضرت معاذ بن جبلؓ کے متعلق کہا ہے۔ غزوہ بدر میں شرکت فرمائی۔ جب معوذ و معاذؓ نے ابوجہل کو گرالیا تھا تو حضرت ابن مسعودؓ نے اس کو فی النار واسفر کیا۔ آپ غزوہ احد، خندق سمیت تمام غزوات میں رحمت دو عالم ﷺ کے ساتھ رہے۔ رحمت عالم ﷺ کی وفات کے بعد آپ کوفہ کے بیت المال کے امین بنائے گئے۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں مدینہ

طیبہ واپس تشریف لے آئے اور آپ ہی کے دور خلافت میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ حضرت عثمانؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کی عمر مبارک ساٹھ سال تھی۔ آپ خوشبو بہت استعمال کرتے تھے۔ جب آپ اپنے گھر سے نکلتے تو محلہ دار معلوم کر لیتے کہ آپ گلی سے گزرے ہیں۔ آپ سے ۱۴۸/احادیث منقول ہیں۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۳۲۷)

۱۹۴…… عبداللہ ابن مظعون ابن حبیب القرشی الجمحیؓ

آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ آپ اپنے بھائی قدامہ سمیت حضورﷺ کے دار ارقم میں تشریف آوری سے پہلے مسلمان ہوئے۔ آپ نے حبشہ کی طرف بھی ہجرت فرمائی۔ حضورﷺ نے آپ کی سہل بن عبیداللہ کے ساتھ مواخات فرمائی۔ ابن مظعون اپنے بھائی قدامہ اور عثمان کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ نیز احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ آپ حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں ۳۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ساٹھ سال تھی۔ (طبقات ابن سعد ۳/۴۰۰)

۱۹۵…… عبداللہ بن نعمان ابن بلدمہ الخزرجیؓ

آپ بدر و احد میں شریک ہوئے۔ اپنا کوئی وارث نہ چھوڑا۔ (طبقات ابن سعد ۳/۵۷۵)

۱۹۶…… عبس ابن عامر بن العدی الخزرجیؓ

آپ کی والدہ محترمہ ام البنین بنت زہیر، بنی سلمہ سے تھیں۔ عبس عقبہ ثانیہ میں ستر انصار کے ساتھ شریک تھے۔ نیز آپ بدر و احد میں شریک ہوئے۔ آپ نے اپنا کوئی وارث نہ چھوڑا۔ (ابن ہشام ۲/۳۵۲)

۱۹۷…… ابو عبس ابن جبر بن عمرو الاوسیؓ

آپ کا نام نامی اسم گرامی عبدالرحمٰن تھا اور آپ کی والدہ محترمہ کا نام لیلیٰ بنت رافع تھا۔ آپ قبل از اسلام عربی زبان میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ جبکہ اس دور میں لکھنا پڑھنا بہت کم تھا۔ ابو عبس اور ابو بردہ بن نیار نے بنو حارثہ کے بتوں کو توڑ دیا۔ جب اسلام قبول کیا آپ مہندی کے ساتھ خضاب لگایا کرتے تھے۔ حضورﷺ نے آپ کی خنیس ابن حذافہ السہمی کے ساتھ مواخات کرائی۔ یہ حضرت فاروق اعظمؓ کے داماد تھے۔ یعنی حضرت حفصہ حضورﷺ سے پہلے ان کے نکاح میں تھیں۔ آپ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں شریک رہے۔ یہ ان حضرات میں سے تھے جنہوں نے شاتم رسول کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا تھا۔ حضرت عمرؓ و عثمانؓ انہیں لوگوں سے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ ابو عبس سیدنا عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں ۳۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر مبارک ستر سال تھی۔ سیدنا عثمانؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔ (طبقات ابن سعد ۳/۴۵۰)

۱۹۸...... عبید ابن اوس ابن مالک الاوسیؓ

آپ کی کنیت ابونعمان تھی۔ والدہ محترمہ کا نام لیس بنت لمیس تھا۔ عبید غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ آپ نے عباس، عقیل اور نوفل کو قیدی بنایا اور رحمت دو عالم ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا انہیں قید کرنے میں عظمت والے بادشاہ (اللہ) نے آپ کی امداد فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام مقرن رکھا۔ ابوسلمہ کہتے ہیں کہ ابوالیسر کعب بن عمرو نے عباس کو قیدی بنایا۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۳۴۳)

۱۹۹...... عبید ابن التیہان الاشہلی الاوسیؓ

آپ ابوالہیثم بن تیہان کے بھائی ہیں۔ عبید ستر انصاریوں کے ساتھ عقبہ ثانیہ میں شریک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی مسعود بن ربیع القاری سے مواخات کرائی۔ آپ بدر واحد میں شریک ہوئے۔ غزوہ احد میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کو عکرمہ بن ابوجہل نے قتل کیا۔ عبید کا ایک بیٹا تھا۔ جس کا نام عبیداللہ تھا۔ عبیداللہ نے جنگ یمامہ میں جام شہادت پیا۔ عباد اور ان کی والدہ کا نام صعبہ بنت رافع تھا۔

(ابن ہشام ۲/۳۴۳)

۲۰۰...... عبید ابن زید بن عامر العجلانی الخزرجیؓ

آپ غزوہ بدر واحد میں شریک ہوئے۔ آپ کی وفات ہوئی تو آپ کا کوئی وارث نہیں تھا۔

(طبقات ابن سعد ۳/۵۹۷) جاری ہے!

حاجی غلام رسول نیازی ؒ کی وفات

حاجی غلام رسول نیازی معروف احراری راہنما حاجی عبدالرحیم نیازی ؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ والد محترم کی طرح احرار سے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں سے بہت قریبی تعلق رہا۔ ہر سال ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ بعد ازاں آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں بھی تشریف لے جاتے رہے۔ حاجی صاحب ؒ تادم زیست ختم نبوت کی تحریک کے حدی خوانوں میں رہے اور کبھی بھی اس مشن سے غافل نہیں رہے۔ کچھ دنوں سے بیمار چلے آرہے تھے۔ مرحوم ۱۱/نومبر ۲۰۱۶ء بروز جمعہ انتقال فرماگئے۔ اللہ پاک انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین!

سید تجمل حسین شیخوپورہ کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ کے متحرک کارکن جناب سید تجمل شاہ کے بڑے بھائی سید محمد شفیق شاہ حرکت قلب بند ہونے سے جان جان آفرین کے حوالے کر گئے۔ مرحوم صالح اور بااخلاق انسان تھے۔ اللہ پاک مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

سفارت ...... تاریخ کا ایک دلچسپ واقعہ

مولانا عزیز الرحمن

روم کا ایک وفد طویل وعریض سفارت لے کر مسلمانوں کے دربار میں پہنچا تا کہ ان پر رعب ڈالا جائے۔ مگر خود ہی شکست وندامت کا بوجھ لے کر واپس ہو گیا۔

دمشق کا شہر دلہن کی طرح سجا ہوا تھا۔ بازار میں ہر طرف جھنڈیاں ہی جھنڈیاں لہرا رہی تھیں۔ ہر دکان عروس نو کی طرح سجائی اور جمائی گئی تھی۔ جیسے وہی آج شبستان عیش بننے کے لئے چنی گئی ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ آج دمشق میں کوئی خاص تقریب منائی جانے والی ہے۔ ایک شخص نے بازار سے گزرتے ہوئے اپنے ایک تاجر دوست سے پوچھا: ''یہ کسی جشن شاہانہ کی تیاری ہے؟ یا کوئی اور تقریب ہے؟'' تاجر نے جواب دیا: ''ارے! تمہیں معلوم ہی نہیں؟ آج شاہ روم کی سفارت آنے والی ہے۔ رومیوں کا ایک خیر سگالی کا مشن پہنچنے والا ہے۔''

تاجر کے دوست نے کہا: ''گویا آپ لوگ بھی اب اسی ریاکارانہ تمدن کی طرف لڑھکتے جارہے ہیں جس میں رومی اور ایرانی پھنسے ہوئے تھے۔ رومی خیر سگالی کا مشن آئے یا ایرانی شر سگالی کا وفد ہمارے کام معمول کے مطابق جاری رہنے چاہئیں۔ ہمیں کسی تکلیف یا نمائش کی کیا ضرورت ہے؟'' تاجر نے جواب دیا: ''صحیح اسلامی روح تو یہی ہے جو آپ فرماتے ہیں۔ مگر یہ لوگ ظاہری تکلفات سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر اسلام کی سربلندی کی خاطر کچھ نہ کچھ کر لیا جائے تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟''

دوست نے کہا: ''تمہارے نزدیک اسلام آج حضرت عمرؓ کے زمانہ سے زیادہ سربلند ہے ان کے پاس بھی تو خیر سگالی کے وفد آیا کرتے تھے۔ مگر انہوں نے اپنے معمولات کو کبھی نہ چھوڑا تھا اور ان کی بے تکلفی کا تو یہ عالم تھا کہ سفیروں کو لوگوں سے پوچھنا پڑتا تھا کہ تمہارے امیر کہاں ہیں؟ وہ واقعہ تمہیں یاد نہیں؟ جب شاہ روم کا ایک ایلچی آیا اور لوگوں سے امیر کی بابت پوچھا تو لوگوں نے بتلایا کہ وہ صبح سے بیت المال کے اونٹوں کی تلاش میں اس راہ سے مدینہ سے باہر گئے ہیں۔ ایلچی بھی اسی راہ سے کچھ دور گیا تو دیکھا کہ امیر المؤمنین ریت پر ایک جگہ سائے میں آرام کر رہے ہیں۔ وہ یہ دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ اس کے یہ تاریخی الفاظ اب تک کتب تاریخ میں ثبت ہیں۔ ''عمر تو نے انصاف کیا اور بے غم ہو کر سو گیا۔ ہمارے بادشاہ ظلم کرتے ہیں اور ہمیشہ خوفزدہ ہو کر پہرے کے اندر رہتے ہیں اور قیدیوں سے بھی ان کی حالت بدتر ہے۔

تاجر نے کہا: ''وہ خلافت راشدہ کا دور تھا۔ اب وہ بات نہیں رہی۔ بہرحال استاد ازل کا اشارہ یہی تھا۔ ہم لوگ تو حکم کے بندے ہیں اور کچھ نہیں تو اسی بہانے کچھ صفائی ستھرائی ہی ہو جاتی ہے۔''

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ رومی وفد کا جلوس ادھر سے گزرا۔ تاجر نے اپنے دوست سے کہا۔ دکان کے اوپر آ جایئے تاکہ آپ اچھی طرح ان لوگوں کو دیکھ سکیں۔ چنانچہ وہ دوست دکان کے اوپر آ گیا۔ رومی وفد گزرا تو لوگ اس کے دو ارکان کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ایک بہت بڑے لمبے قد کا آدمی تھا جو آدمی کی بجائے کھجور کا تنا ملبوسات میں لپٹا ہوا معلوم ہوتا تھا اور دوسرا ایک چھوٹے قد کا گٹھے ہوئے جسم کا جوڑا سا انسان تھا جو انسان کم اور پہلوان زیادہ معلوم ہوتا تھا۔ دوست نے مسکراتے ہوئے تاجر سے کہا: اس طویل وعریض سفارت کا مطلب کیا ہے؟۔

تاجر نے کہا: آپ جانتے ہیں کہ رومی جنگوں میں تو ہر جگہ شکست کھا رہے ہیں اب وہ دوسرے پہلوؤں سے ہمارے اوپر رعب گانٹھنا چاہتے ہیں تاکہ ہم ذہنی اعتبار سے مرعوب ہو کر ان کا لوہا ماننے لگیں۔ اب یہی سفارت ہے جسے آپ نے طویل وعریض سفارت کا عجیب نام عنایت فرمایا۔ اس کے متعلق سنا ہے وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لمبا آدمی دنیا بھر سے زیادہ لمبا ہے اور اس ٹھگنے چوڑے چکلے انسان کی طاقت کا بھی ان کے ہاں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وفد کے دوسرے متنوع الخیالات آدمیوں کے ساتھ ان کے بھیجنے کا مقصد بھی وہی اپنی برتری کا اظہار ہے اور بس۔ تاجر کے دوست نے یہ سن کر انتہائی حیرانگی سے کہا۔ یہ تو خیر ایک ہی لمبا آدمی ہے اگر سارے رومیوں کے قد اتنے ہی یا اس سے بھی زیادہ لمبے ہوں تو میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ اس سے رومیوں میں کیا افضلیت پیدا ہو جائے گی؟ اسی طرح یہ تو ایک پہلوان ہے اگر سارے رومی رستم واسفندیار کا جواب بن جائیں تو اس سے ان کی قومی فضیلت میں کیا اضافہ ہو جائے گا؟ انسان کی فضیلت وبرتری علم وہنر سے ہے قد اور جسم میں اضافہ سے علم وہنر میں تو کسی قسم کا اضافہ نہیں ہو جاتا۔ تاجر نے کہا: آپ درست فرماتے ہیں مگر ۔

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

دوست نے کہا: فرض کیجئے ہمارے ہاں اس رومی کی طویل القامتی کا کوئی مقابلہ کرنے والا نہ ہو مگر میدان جنگ میں اس جیسے لمبوتروں کو گاجر مولی کی طرح تراش دینے والے بہتیرے نکل آئیں گے۔ فرض کیجئے اس پہلوان کی جسمانی طاقت کا مقابلہ ہمارا کوئی ایک آدمی نہیں کر سکتا مگر معرکۂ کارزار میں ایسے معاذ ومعوذ کئی نکل آئیں گے جو اس ''ابوجہل'' کی جہالت کا علاج کر سکیں۔

تاجر نے کہا: آپ کا فرمان بالکل بجا ہے۔ اب دیکھیں ہمارے خلیفہ کس حکمت عملی سے ان لوگوں کو جواب باصواب عنایت کرتے ہیں۔ ہمیں تو اپنے خلیفہ کی سیاست دانی اور عقلمندی پر ناز ہے۔ یقیناً

انہوں نے کوئی بہترین جواب سوچ رکھا ہوگا۔ دوست نے کہا: بے شک خلیفہ کی عقلمندی نے ضروران کے لئے کوئی دندان شکن جواب تیار کر رکھا ہوگا۔ جس شخص کے متعلق حضرت عمرؓ جیسے مردم شناس نقاد کی یہ رائے ہو کہ ان کی سیاست دانی کے سامنے قیصر و کسریٰ کی سیاست دانی کا ذکر فضول ہے۔ وہ رومیوں کے طول وعرض کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ تاجر نے کہا: اگر آپ کو فراغت ہو تو دربار خلافت میں چل کے دیکھیں کہ رومیوں کے اس تانے بانے کو کیسے ادھیڑا جاتا ہے۔ دوست نے کہا بسم اللہ! درکار خیر حاجت، ہیچ استخارہ نیست (نیکی کے کام میں سوچنے اور استخارہ کی ضرورت نہیں)

دونوں دوست جب دربار خلافت میں پہنچے تو مجلس جم چکی تھی اور رومی وفد خلیفہ وقت کی خدمت میں باریاب تھا۔ مختلف قسم کی باتیں اور متنوع خیالات کا اظہار ہو رہا تھا۔ رومیوں کے وفد کو خلیفہ کی طرف سے ہر بات کا اطمینان بخش جواب مل رہا تھا اور ہر معاملہ میں مسکت جواب سن کر وہ کچھ کھسیانے ہو چلے تھے کہ یکا یک رومی رئیس الوفد نے کہا: امیر المؤمنین! شاہ روم نے آپ کے ملاحظہ کے لئے اپنے ہاں کا ایک بڑا طویل القامت انسان بھیجا ہے جس کی طویل القامتی کا اس وقت دنیا بھر میں جواب نہیں۔ آپ اسے ملاحظہ فرما کر یقیناً خوش ہوں گے۔ خلیفہ نے فرمایا۔ آپ کے ہاں اس کی عجیب الخلقتی باعث تعجب ہو تو ہو ہمارے ہاں تو ایسا نہیں۔ ایک تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے سامنے کسی چیز کی خلقت بعید نہیں۔ دوسرے یہ کہ کوئی ایسا طویل القامت بھی تو نہیں جس کا جواب ہی نہ ہو سکتا ہو۔ ہمارے ہاں ایک لمبے شخص کی شلوار موجود ہے۔ ذرا وہ اس آدمی کو پہنا کر دیکھئے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ آپ کا آدمی زیادہ طویل القامت ہے یا ہمارے ہاں کا...... رومی طویل القامت شخص نے جب شلوار پہنی تو اسے وہ سینے تک آئی۔ لوگ حیرت واستعجاب سے شلوار اور رومی کو دیکھ رہے تھے کہ رومی رئیس الوفد نے کہا: امیر المؤمنین! یہ شلوار آپ کے ہاں عاد وثمود کی یادگار تو نہیں؟ امیر المؤمنین نے انتہائی وقار وتمکنت سے فرمایا گویا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے آثار قدیمہ کو تمہارے سامنے پیش کیا ہے؟ تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ امیر المؤمنین نے شلوار کے مالک کو حکم دیا کہ وہ کھڑے ہو کر رومی طویل القامت سے ذرا اپنا قد ملائے۔ ایک شخص جو لپٹا لپٹایا اور سکڑا سکڑایا بھیڑ میں بیٹھا تھا اٹھا اور رومی طویل القامت کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی شکل اور قد کو دیکھ کر رومی وفد کے تمام ارکان کا رنگ زرد ہو گیا اور طویل القامت رومی نے تو اس کے پہلو میں کھڑے ہو کر ایسا اپنے سر کو جھکایا کہ پھر وہ اسے کسی مرحلہ پر بھی اوپر نہ اٹھا سکا اور رئیس الوفد جو شلوار کا عاد وثمود کی یادگار بتلا رہا تھا ایسا نادم ہوا کہ پھر اس سے کوئی کام کی بات ہو ہی نہ سکی۔

امیر المؤمنین نے مضبوط جسم والے ٹھگنے رومی سے کہا تم بھی اگر اپنی طاقت آزمانا چاہو تو ہمارے پاس کئی ایک نوجوان اس کام کے لئے تیار ہیں۔ اس پہلوان نے عرض کی امیر المؤمنین! اگرچہ یہ اچھا نہیں

معلوم ہوتا کہ میں اپنے آپ کو اس طویل احمق کی طرح علی رؤس الاشہاد ذلیل کروں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ہم بغیر مقابلہ کے واپس چلے گئے تو وہاں اپنے ملک میں بھی ہماری کوئی عزت افزائی نہیں ہوگی۔ فرار کی بے عزتی سے شکست کی بے عزتی بہرحال ہزار درجہ بہتر ہے۔ رئیس الوفد ٹھگنے پہلوان کی اس جرأت پر عش عش کر اٹھا اور اس کے چہرے کا رنگ پھر ذرا سرخ ہوگیا اور اسے پھر امید ہو چلی کہ شاید اسی سے کچھ کام بن جائے۔

امیر المؤمنین نے ایک عرب نوجوان کی طرف اشارہ کیا۔ وہ نوجوان نہایت متانت اور انتہائی سنجیدگی سے آہستہ چلتا ہوا اپنے رومی مہمان کے پاس گیا اور کہا میں حاضر ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ کس قسم کی زور آزمائی کو پسند کرتے ہیں۔ آپ جس طرح زور آزمانا چاہیں اس کی تفصیلات مجھے بتلا دیں۔ رومی نے سر سے پاؤں تک نوجوان کو دیکھا۔ عرب نوجوان اگرچہ مضبوط تن و توش کا مالک تھا مگر کسی طرح پہلوانی کے آثار اس کے چہرے بشرے سے ہویدا نہیں تھے۔ متوسط قد اور خوبصورت جسم کے یہ معنی تھوڑے ہی ہیں کہ وہ ایک ورزشی پہلوان اور فن کے تمام داؤ پیچ جاننے والے زور آور سے بھی نمٹ سکتا ہے۔ ٹھگنے پہلوان کا دل بھی ذرا مضبوط ہوگیا اور رئیس الوفد کی امیدیں تو اور شگفتہ ہوگئیں۔ اس نے اپنی زبان میں پہلوان سے کچھ کہا اور پہلوان نے عرب نوجوان سے خطاب کیا: بہادر نوجوان! میں کھڑا ہوا ہوں۔ تم زور لگا کر مجھے بٹھا دو اور جب میں بیٹھا ہوا ہوں گا تو تم زور لگا کے مجھے اٹھا دینا اور اسی طرح میں بھی جب تم بیٹھے ہوئے ہوگے تو زور لگا کر اٹھا دوں گا اور جب کھڑے ہوگے تو زور لگا کر بٹھا دوں گا۔ عرب نوجوان بسم اللہ پڑھ کر آگے بڑھا اور جونہی رومی پہلوان کو بٹھانے کے لئے زور لگایا تو وہ اس طرح زمین پر بیٹھ گیا جیسے بتاشہ پانی میں بیٹھ جاتا ہے اور جب عرب نوجوان نے اسے اٹھانے کی خاطر بسم اللہ پڑھی اور زور لگایا تو رومی اس طرح اٹھ آیا جیسے دبا ہوا اسپرنگ بوجھ ہٹنے سے اٹھ آتا ہے۔ عرب نوجوان کی اس کامیابی پر ہر طرف سے تحسین و آفرین کا شور بلند ہوا اور خود رومی وفد کے ارکان بھی اٹھ اٹھ کر اسے داد دینے لگے۔ امیر المؤمنین کا چہرہ فرط انبساط سے کندن کی طرح دمک اٹھا اور انہوں نے رومی پہلوان کا دل بڑھاتے ہوئے فرمایا۔ اب تمہاری باری ہے اور تم بھی عرب نوجوان کو اپنے جوہر دکھاؤ۔ رومی دل چھوڑ چکا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ دوہری ذلت اٹھائے مگر رومی وفد کے ارکان کا اصرار بھی اسے زور لگانے پر مجبور کرنے لگا۔ رومی پہلوان نے عرب نوجوان کے پاس جا کر پوری زور آزمائی کر لی مگر وہ نہ بیٹھے ہوئے کو اٹھا سکا اور نہ کھڑے ہوئے کو بٹھا سکا۔ دربار خلافت نعرہ تکبیر کی آواز سے گونج اٹھا اور رومی وفد کھسیانہ ہو کر بغلیں جھانکنے لگا۔

رومیوں کی ذلت آمیز شکست کے ہر طرف چرچے تھے اور لوگ امیر المؤمنین کی دانائی و عقلمندی کو ہر طرف سراہ رہے تھے۔ امیر المؤمنین کا اسم گرامی سیدنا حضرت امیر معاویہؓ تھا اور یہ واقعہ انہیں کے زمانہ خلافت میں پیش آیا۔ حضرت سعدؓ بن عبادہ جو انصار مدینہ کے مشہور سردار تھے طویل القامت عرب، انہیں

کے فرزند ارجمند جناب قیس بن سعد انصاری تھے۔

رومی پہلوان سے جس عرب جوان نے زور آزمائی کی تھی وہ اسد اللہ الغالب سیدنا علی بن ابی طالبؓ کے چھوٹے فرزند اور سید اشباب اہل الجنہ سیدنا امام حسنؓ اور سیدامام حسینؓ کے چھوٹے بھائی حضرت محمد بن الحنفیہؒ تھے۔ امیر المؤمنین سیدنا حضرت معاویہؓ کی عقلمندی اور سیاست کا شاہکار یہ تھا کہ رومی وفد روم سے چلا تو انہیں اطلاع مل گئی کہ ایک اس قسم کا وفد دربار خلافت میں آرہا ہے۔ اس میں اتنے ارکان ہیں اور ہر رکن کے مفصل حالات یہ ہیں۔ آپ نے ہر رکن کے حالات کے مطابق وفد کے پہنچنے سے پہلے اپنے پاس مصالحہ جمع کرلیا۔ چنانچہ سیدنا قیس بن سعد اور سیدنا محمد بن الحنفیہ کو حجاز سے محض اس وفد کی پذیرائی کی خاطر ہی بلوایا گیا تھا۔ خلافت راشدہ کی سی سادگی نہ سہی مگر بیدار مغزی اور حاضر دماغی کی تو بہرحال داد دینی ہی چاہئے۔ وہ لوگ حق کی سربلندی کی خاطر ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے اور آپس کے اختلاف کو اپنے تک محدود رکھتے تھے۔ کیا آج کے مسلمان سیدنا امیر معاویہؓ اور سیدنا محمد بن الحنفیہؒ سے زیادہ اسلام کے خیرخواہ ہیں کہ وہ ان کی طرح مل کر نہیں بیٹھ سکتے؟ اور نہ مل کر اسلام کی دفاع کا کوئی کام کرسکتے ہیں؟ کیا اس سچی کہانی میں ہمارے لئے کچھ بھی سامان عبرت پوشیدہ نہیں؟

مولانا عبیدالرحمٰن شاہ جمالی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرہ کے بزرگ رہنما مولانا عبیدالرحمٰن شاہ جمالی جامعہ سعیدیہ گوجرہ کے مہتمم کے بڑے بیٹے حافظ نفیس الرحمٰن ۴؍دسمبر ۲۰۱۶ء بروز اتوار ملتان سے گوجرہ جاتے ہوئے شورکوٹ کے قریب نہر میں گاڑی گرنے کی وجہ سے بمع خالہ اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ٹوبہ کی طرف سے تمام بڑے مدارس ومراکز میں قرآن خوانی کے بعد دعا مغفرت وبلندی درجات کا اہتمام کیا گیا۔ مجلس ختم نبوت ٹوبہ کی طرف سے مولانا محمد اسلم چشتی، مولانا سعد اللہ لدھیانوی اور مولانا خبیب احمد مبلغ ٹوبہ نے تعزیت کی۔ جنازہ میں مذہبی، سیاسی، سماجی شخصیات اور کثیر عوام نے شرکت کی۔ مرحومین کی تدفین کبوتراں والے قبرستان میں ادا کی گئی۔ ادارہ لولاک لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ پاک مرحومین کی بال بال مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائیں۔ آمین!

حافظ ظفر اللہ سندھی کو صدمہ

حافظ ظفر اللہ بروہی کے ماموں لال بخش بروہی گوٹھ محمد حسن خانپور ضلع شکارپور سندھ حرکت قلب بند ہونے پر خالق حقیقی سے جاملے۔ مرحوم احسن سیرت وصورت کے مالک تھے۔ اللہ پاک مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے۔ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین!

تاریخ خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ

قسط نمبر:10 ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

۷ھ کے واقعات...... غزوۂ خیبر

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے مدینہ منورہ واپس پہنچے تو ذی الحجہ اور محرم الحرام کے اوائل میں مدینہ منورہ مقیم رہے۔ پھر اخیر محرم الحرام میں خیبر کی طرف تشریف لے گئے۔ علی بن محمد کہتے ہیں کہ آپ ﷺ محرم الحرام میں خیبر تشریف لے گئے اور ماہ صفر میں اسے فتح فرما کر ربیع الاوّل کے اوائل میں مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب یہود خیبر کی طرف تشریف لے گئے تو اللہ کے فضل وکرم سے ان کے ایک ایک قلعہ کو فتح کرتے گئے۔ یہاں تک سب قلع فتح فرمالئے۔ سب سے پہلے تو یہود خیبر کا قلعۂ ناعم فتح کیا۔ پھر ابن ابی الحقیق کا قلعۂ قموص (میں دن سے زائد محاصرہ کرنے کے بعد) فتح فرمایا اور یہود کے بہت سارے مرد وعورتوں کو گرفتار کیا۔ ان گرفتار کردہ قیدیوں میں سے ایک یہود کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہ بھی تھیں جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے لئے خالص فرما کر زوجیت کے لئے قبول فرمایا۔ دیگر قلعوں کو فتح کرنے کے بعد آگے بڑھے اور سب سے اخیر میں ''وطیح'' اور ''سلالم'' کو فتح کیا۔ یہود کا سارا زوران پر صرف ہوا۔ بالآخر چودہ دن کے محاصرے کے بعد یہ بھی فتح ہو گیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن سہل بن عبدالرحمٰن بن سہل (جو بنو حارثہ سے تعلق رکھتے ہیں) نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے نقل کرتے ہوئے بتلایا کہ جب قلعۂ قموص کو فتح کیا جا رہا تھا تو اس وقت مرحب یہودی (جو یہود کا معروف ومشہور بہادر اور پہلوان تھا) اپنے قلعہ سے باہر نکلا اور مسلمانوں کو للکارا تو محمد بن مسلمہؓ اس کے مقابلہ میں آئے اور اسے قتل کر دیا۔ (یہ تو اس کتاب تاریخ خلیفہ بن خیاط کی تصریح کے مطابق ہے۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اس کے سر کے دو ٹکڑے کر کے اس کا کام تمام کر دیا) پھر مرحب کا بھائی یاسر قلعہ سے باہر آیا تو اسے بھی (حضرت علی المرتضیٰؓ شیر خدا نے) ڈھیر کر دیا۔

فائدہ: زرقانی نے لکھا ہے کہ مرحب نے قتل ہونے سے ایک رات قبل خواب میں دیکھا کہ ایک شیر مجھے پھاڑ رہا ہے اور حضرت علی المرتضیٰؓ شیر خدا کو بطور کشف اس کا علم ہو گیا۔ چنانچہ اگلے روز جب حضرت علی المرتضیٰؓ مرحب کے مقابلہ میں آئے تو یہ رجز پڑھا: ''انا الذی سمتنی امی حیدرہ'' (کہ میں ہی وہی

شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے) مرحب یہ سنتے ہی کانپ گیا اور بہادری کا سارا نشہ کافور ہوگیا۔

ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ ہشام بن عروہ کا دعوٰی یہ ہے کہ حضرت زبیر بن عوامؓ اس کے مقابلے میں آئے اور انہوں نے مرحب کو قتل کیا۔ (لیکن صحیح وہی ہے جو اوپر مذکور ہے)

قلعۂ وطیح وسلالم

جب تمام قلعے فتح ہوگئے تب یہود بھاگے اور قلعۂ وطیح اور سلالم میں پناہ آ کرلی۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ اب ''وطیح وسلالم'' کا محاصرہ کرو۔ چنانچہ مسلمانوں نے چودہ دن تک ان کو محاصرہ میں رکھا۔ پھر ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ہمیں اور ہمارے اہل وعیال کو چھوڑ دیا جائے اور ہماری جان بخشی کی جائے۔ ہم خیبر کو چھوڑ کر نکل جائیں گے اور یہ درخواست بھی کی کہ ہمیں ہمارے اموال میں سے نصف ہمیں دیا جائے اور نصف پر قبضہ کرلیا جائے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اسے منظور فرمالیا اور ان کو ترک وطن پر مجبور کردیا۔

فتح فدک

ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ جب اہل فدک کو اس بات کا پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر کا یہ حشر کیا ہے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ ہماری جانوں کو امان دی جائے اور ہمیں امن وامان کے ساتھ یہاں (فدک) سے جانے دیا جائے تو ہم تمام مال واسباب چھوڑ کر یہاں سے چلے جائیں گے تو آپ ﷺ نے اس کو منظور فرمالیا۔ اس لئے فدک تو خالص رسول اللہ ﷺ کے قبضہ میں (زیرتصرف) رہا۔ اس لئے کہ مسلمانوں نے فدک پر جنگی گھوڑے نہیں دوڑائے۔ جب کہ خیبر کا مال واسباب غانمین پر تقسیم ہوگیا۔ بلا مقابلہ ومقاتلہ فدک حاصل ہوا۔

حضرت صفیہؓ بنت حیی سے عقد نکاح

خلیفہ بن خیاط ؒ کہتے ہیں کہ ہمیں ابوالولید نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حماد بن سلمہ نے ثابتؓ سے اور انہوں نے حضرت انسؓ سے نقل کرتے ہوئے بتایا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صفیہؓ مال غنیمت کی تقسیم میں حضرت دحیہ کلبیؓ کے حصہ میں پڑیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حضرت دحیہ کلبیؓ سے سات اردس (جانوروں) کے عوض میں خریدا۔ (پھر آزاد کر کے ان سے نکاح کیا)

ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ حضرت دحیہ کلبیؓ کو حضرت صفیہؓ پسند تھیں تب حضرت دحیہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ یہ جاریہ مجھے عطاء فرمائیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یہ ایک سردار کی بیٹی ہے۔ آپ

ہی کے لئے مناسب ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو اپنے لئے منتخب فرمالیا اور حضرت دحیہ کلبیؓ کو حضرت صفیہؓ کے معاوضہ میں حضرت صفیہؓ کی چچازاد بہن عنایت فرمادی اور حضرت صفیہؓ کو آزاد کر کے ان سے خود نکاح فرمایا۔

اسماء مبارکہ شہداء خیبرؓ

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے جنہوں نے خیبر میں جام شہادت نوش فرمایا ان کے اسماء مبارکہ یہ ہیں:

۱...... قبیلہ بنو اسلم میں سے حضرت عامر بن اکوعؓ۔
۲...... بنو اسد میں سے حضرت ربیعہ بن اکثم بن سخبرہؓ جو بنی امیہ بن عبد شمس کے حلیف تھے۔
۳...... حضرت ثقف بن عمرو اسدیؓ۔
۴...... حضرت رفاعہ بن مسروحؓ۔
۵...... حضرت عبداللہ بن وہبؓ جو بنی سعد بن لیث کے حلیف تھے۔
۶...... انصار کے قبیلہ بنو سلمہ میں سے حضرت بشر بن براء بن معرورؓ جو زہریلی بکری کے گوشت کھانے سے انتقال فرماگئے۔
۷...... حضرت فضیل بن نعمانؓ۔
۸...... قبیلہ بنو زریق میں سے حضرت مسعود بن سعدؓ۔
۹...... اوس کے قبیلہ بنی عبد الاشہل میں سے حضرت محمود بن مسلمہؓ جو حضرت محمد بن مسلمہؓ کے بھائی تھے۔
۱۰...... قبیلہ بنی عمرو بن عوف سے حضرت ابو الضیاح بن ثابتؓ۔
۱۱...... حضرت مبشر بن عبد المنذر بن زبیرؓ (بعض کتب مین ابن زنبر مندرج ہے)
۱۲...... حضرت ابو سفیان بن حارثؓ۔
۱۳...... حضرت حارث بن حاطبؓ۔
۱۴...... حضرت عروہ بن مرۃؓ (بعض کتب میں عدی بن مرۃؓ مذکور ہے)
۱۵...... حضرت اوس بن قاتکؓ (دیگر کتب میں اوس بن حبیبؓ لکھا ہوا ہے)
۱۶...... حضرت انیف بن حبیبؓ (بعض نے انیف بن وائل لکھا ہے)
۱۷...... قبیلہ غفار میں سے حضرت عمرو بن عقبہؓ، انہیں تیر مار کر شہید کیا گیا۔ (بعض اہل سیر نے عمارہ بن عقبہ بتایا ہے) صاحب کتاب نے کل سترہ شہداء ذکر کئے ہیں۔

ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ محرم الحرام کے مہینے میں غزوۂ خیبر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ علی بن محمد ؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ محرم الحرام میں خیبر کی طرف تشریف لے گئے۔ ماہ صفر میں خیبر کو فتح کیا اور ربیع الاوّل کے اوائل میں مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔

فتح وادی القریٰ

ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر کو فتح فرمالیا اور وہاں سے فراغت کے بعد وادی القریٰ کا رخ کر لیا۔ وہاں رہنے والے یہود کا چار دن محاصرہ کیا۔ بالآخر اسے فتح فرما کر بہت سا مال ومتاع بطور غنیمت کے حاصل کر کے مدینہ منورہ واپس ہوئے۔

ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ جب اہل فدک کو یہ اطلاع ملی کہ اہل خیبر نے شکست خوردہ ہو کر آپ ﷺ سے مصالحت کر لی ہے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ ہم فدک کا مال واسباب چھوڑ کر یہاں سے چلے جائیں گے۔ بس آپ ہماری جانوں کو امان دے دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے منظور فرمالیا۔ چونکہ فدک بغیر کسی حملے اور لشکر کشی کے فتح ہوا تھا نہ وہاں سوار لے جانے پڑے اور نہ پیادے۔ اس لئے فدک اور اس کا مال ومتاع سب رسول اللہ ﷺ کے لئے خالص ہو گیا اور آپ ﷺ نے اسے اپنے قبضہ اور تصرف میں رکھا۔ مجاہدین پر تقسیم نہ فرمایا۔

۷ھ کے سرایا

ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ خیبر کے بعد ربیع الاوّل، ربیع الثانی، جمادی الاوّل، جمادی الثانی، رجب، شعبان اور رمضان المبارک سات ماہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ اس دوران مقامات مختلفہ کی جانب حضرات صحابہؓ کے بعوث وسرایا روانہ فرماتے رہے، جن میں سے چند یہ ہیں:

۱...... سریہ زید بن حارثہؓ

ازاں جملہ سرایا میں سے ایک سریہ حضرت زید بن حارثہؓ کا ہے۔ آپ ﷺ نے ماہ جمادی الاخریٰ میں حضرت زید بن حارثہؓ کو (پانچ سواروں کی معیت میں) بنو جذام کی طرف (جو وادی القریٰ سے آگے حسمٰی کی سرزمین میں ہے) بھیجا۔ کثیر تعداد میں مال غنیمت لے کر مظفر ومنصور واپس ہوئے۔ (حسمٰی پہاڑی سرزمین کو کہتے ہیں)

۲...... سریہ عمرو بن عاصؓ

اسی سال جمادی الاخریٰ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو تین سو آدمیوں کا سریہ

دے کر مقام ذات السلاسل کی طرف روانہ فرمایا۔ یہاں مشرکین کے مختلف قبائل آباد تھے۔ ان میں سے مشہور اور اسلام دشمن بنو قضاعہ تھا۔ مسلمانوں کا ان سے مقابلہ ہوا۔ بالآخر قتل وقتال کے بعد یہ سریہ بھی سالم وغانم واپس ہوا۔ السلاسل ایک کنویں کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے دس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس کنویں کے قریب یہ سریہ پہنچا تھا۔ اس لئے اس کو ذات السلاسل کا سریہ کہتے ہیں۔

۳......سریہ ابن ابی العوجاءؓ

اسی سال ذی الحجہ کے مہینے میں آپ ﷺ نے حضرت اخرم بن ابی العوجاؓ کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ بنوسلیم کی جانب دعوت اسلام کے لئے بھیجا۔ بنوسلیم نے کہا ہمیں اسلام کی کوئی ضرورت نہیں۔ چنانچہ مسلمانوں اور بنوسلیم کے مابین شدید جنگ ہوئی۔ بنوسلیم نے مسلمانوں کی اس قلیل جماعت کو شہید کر دیا اور حضرت اخرم بن ابی العوجاؓ کو زخموں سے نیم جان کر دیا۔ بالآخر حضرت اخرمؓ یکم رصفر کو مدینہ منورہ پہنچے۔

۴......سریہ عکاشہ بن محصنؓ

اسی سال ماہ ربیع الاوّل میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عکاشہ بن محصنؓ کو چالیس سواروں کے ساتھ غمر کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ حضرات بلا مقابلہ ومقاتلہ غنیمت کے دوسو اونٹ لے کر صحیح وسالم مدینہ واپس آئے۔ غمر ایک چشمہ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ کے راستہ پر تہامہ اور نجد کے درمیان واقع ہے۔ مشہور یہ ہے کہ یہ چشمہ بنو اسد کا تھا۔

۵......سریہ زید بن حارثہؓ

اسی سال جمادی الاخریٰ میں (اور بعض کے بقول جمادی الاولیٰ میں) حضرت زید بن حارثہؓ کا سریہ پندرہ رفقاء کی معیت میں ''طرف'' چشمہ (جو بنوثعلبہ بن سعد کا تھا) کی جانب بھیجا جو عراق کے راستہ پر مدینہ منورہ سے چھتیس میل کی مسافت پر واقع ہے۔ مگر مقابلہ نہیں ہوا۔ حضرت زید بن حارثہؓ بلا مقابلہ غنیمت کے اونٹ اور بکریاں لے کر مدینہ واپس ہوئے۔

۶......سریہ ابن ابی حدردؓ

اور اسی سال ہی رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ حضرت عبداللہ بن ابی حدردؓ کا سریہ دو مقامات کی طرف روانہ فرمایا: (۱) غابہ کی طرف۔ رفاعہ کے مقابلہ کے لئے اور غابہ مدینہ منورہ سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ (۲) اضم کی جانب۔ وہاں جا کر عامر بن اضبط سے مقابلہ ہوا۔ بحمد اللہ یہ سریہ بھی کامیاب مدینہ منورہ لوٹا۔

عمرۃ القضاء

ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ اسی سال ذیقعدہ میں رسول اللہ ﷺ اس عمرہ کی قضاء کرنے کے لئے جس سے مشرکین نے حدیبیہ کے مقام پر روکا تھا روانہ ہوئے۔ چنانچہ عمرہ کی ادائیگی کے بعد مکہ مکرمہ میں تین روز قیام فرما کر واپس تشریف لے آئے۔

حضرت میمونہؓ سے نکاح

ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ اسی سال ہی عمرۃ القضاء کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ بنت الحارثؓ سے نکاح فرمایا۔ (نکاح اور عروسی دونوں مقام سرف میں ہوئے) ابن اسحاق ؒ کہتے ہیں کہ مجھے ابان بن صالح ؒ اور ابن ابی نجیح ؒ دونوں نے حضرت عطاء ؒ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرۃ القضاء کے سفر میں احرام کی حالت میں حضرت میمونہ بنت الحارثؓ سے نکاح فرمایا۔ نکاح کا پیام حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے ذریعہ سے بھیجا۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے وکالت کے فرائض سرانجام دیئے اور حضرت میمونہؓ سے آپ ﷺ کا نکاح کر دیا اور ماہ ذی الحجہ میں مقام سرف پر آپ ﷺ نے حضرت میمونہؓ سے عروسی اور خلوت فرمائی۔ (سرف مکہ مکرمہ سے دس میل کی مسافت پر واقع ایک بستی ہے)

دیگر واقعات

۱...... اور اسی سال (۷ھ میں) حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ مدینہ منورہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آئیں تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی زوجیت کے لئے قبول فرمایا اور عروسی فرمائی۔

۲...... اور اسی سال حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ مقوقس شاہ مصر کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے لئے حضرت ماریہ قبطیہؓ (حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ) بطور ہدیہ لائے اور دلدل نامی خچر اور یعفور نامی دراز گوش بھی۔

۳...... اسی سال حضرت جعفر بن ابی طالبؓ حبشہ سے مدینہ منورہ واپس آئے۔

۴...... اور اسی سال رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حیی کو اپنی زوجیت میں قبول فرمایا۔

۵...... اسی سال حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیطؓ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آگئیں۔

۶...... اور اسی سال حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عمران بن حصینؓ نے غزوۂ خیبر کے موقعہ پر اسلام قبول فرمایا اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے صلح حدیبیہ اور غزوۂ خیبر کے مابین اسلام قبول کیا۔ جاری ہے!

حسین یادیں دل ربا باتیں ...... حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عمر حیات سیال

ہزاروں دشت پڑے لاکھ آفتاب ابھرے
جبیں پہ گرد پلک پہ نمی نہیں آئی
کہاں کہاں نہ لٹا قافلہ فقیروں کا
متاع درد میں لیکن کمی نہیں آئی

قائد تحریک ختم نبوت حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے عزائم وافکار کے امین، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے حدی خواں، لاکھوں انسانوں کے مربی ومحسن، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی وفات حسرت آیات کا ابھی تک یقین نہیں آرہا۔ عقل وخرد پر سوگوار سوچوں کا پہرا ہے کہ ہمارے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو ہم سے جدا ہوئے دو سال ہوگئے ہیں۔

قرآن کریم نے دل پر دستک دی: ’’کل من علیھا فان ...... کل نفس ذائقۃ الموت ‘‘ کی صدا نے رہنمائی کی۔ قانون ابدی اور سنت اللہ رضاء بالقضاء کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔

الحمدللہ! ہمارے استاذ جی رحمۃ اللہ علیہ راہ اسلاف پر چلتے ہوئے ساری زندگی علم وعمل سے مزین اشاعت دین، کلمہ حق کہنے اور حفاظت دین کے ساتھ ’’قال اللہ وقال الرسول ‘‘ کی صدا سے عالم اسلام کو منور ومعطر کرتے رہے۔ ہر دینی تحریک کو تازہ دم رکھنے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور تحفظ ختم نبوت کا مشن ساری زندگی بطور وظیفہ جاری رکھا۔ قدرت نے خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا آپ کو میر کارواں بنادیا۔ آپ کی قیادت وسیادت میں تحفظ ختم نبوت کانفرنسوں کا سلسلہ ملک بھر میں جاری رہا۔ مشکل حالات میں حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہدین ختم نبوت کے حوصلوں کو جواں رکھا اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے شاگردوں کی کثیر تعداد کو دفاع ختم نبوت کے مشن پر گامزن کیا۔

اسی طرح شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے باطل نظریات کو ہمیشہ آڑے ہاتھوں لیا۔ خالص اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کے طرز، مزاج اور معیار کو کسوٹی بنا کر دور حاضر کے تمام فتنوں کی سرکوبی کی۔ گمراہ فتنوں کے خلاف آپ کے خطبات وملفوظات آپ کی خدمات کا واضح ثبوت ہیں۔ غرض جس کو اسلاف کی راہ سے جدا پایا اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کی یا خود کو اس سے جدا کرلیا۔ چنانچہ گوجرانوالہ حافظ نذیر احمد کے گھر پر ارشاد فرمایا۔ عقیدے میں میرے امام حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ ہیں جس طرح گاڑی اپنے انجن کے پیچھے چلتی ہے میں ان اکابر کے پیچھے چلتا ہوں۔ جہاں انجن جائے گا

ڈ بے بھی وہیں جائیں گے۔ اس لئے ان اکابر کی تحقیق کو حرف آخر مانتا ہوں۔

حضرت شیخ لدھیانوی ؒ اپنے شاگردوں کو پہلے اپنے قریب کرتے پھر ایک نظر میں خوبیاں اور خامیاں جانچ کر خداشناس، خودشناس اور خوداعتمادی جیسے زیور سے آراستہ کرتے۔ اس لئے آپ کی درسگاہ سے منبر ومحراب کے خطیب وادیب، مسند حدیث کے لئے شیخ الحدیث، خانقاہوں کے لئے پیر کامل اور ادارے چلانے کے لئے منتظم اور تحریکات میں روح پھونکنے کے لئے لیڈر اور قائد پیدا ہوئے۔ گلشن لدھیانوی ؒ کے چند مہکتے ہوئے پھول، آپ کے جانشین، شیخ الحدیث مولانا منیراحمد منور، استاذ الحدیث حضرت مولانا قاری محمد احمد، حضرت مولانا مفتی ظفراقبال، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن، حضرت مولانا حق نواز ؒ، حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی ؒ، حضرت مولانا محمد نواز سیال، پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت مولانا ڈاکٹر محمود الحسن عارف، مولانا عمیر شاہین، مولانا قاضی محمد ہارون اور مولانا عبیداللہ ارشد جیسے مشاہیر علمائے کرام آپ کا صدقہ جاریہ ہیں۔

حضرت کا اپنے شاگردوں سے تعلق صرف درسگاہ تک محدود نہ تھا بلکہ شب وروز اپنی مجالس سے طلباء کو نوازتے رہتے، ان کی نظریاتی وفکری تربیت فرماتے۔ اسلاف کے حیرت انگیز واقعات سناتے اور طلباء پر زور دیتے کہ وہ اپنے اکابر کی سوانح کا مطالعہ رکھیں اور چند کتب کا اکثر تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً علمائے ہند کا شاندار ماضی، تاریخ دعوت وعزیمت، چراغ محمد، تذکرۃ الرشید، حیات شیخ الہند جیسی کتابیں زیرمطالعہ رکھیں۔

بندہ ناچیز کی سعادت ہے کہ حضرت شیخ ؒ کے علوم ومعارف اور دریائے شفقت ومحبت سے چند قطروں کی صورت میں حصہ ملا۔ دورۂ حدیث شریف کے لئے مولانا شبیر حیدر نے مجھے فون پر بتایا کہ آپ کا داخلہ باب العلوم میں کروادیا ہے جب کریم ذات کرم کرے تو ایسا بھی ہوتا ہے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا سے عرض کی میں باب العلوم جارہا ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی اور مولانا مفتی ظفراقبال کو فون کر کے میری سرپرستی کی تاکید کی۔ میں باب العلوم چلا گیا۔ رات کو حضرت حکیم العصر ؒ سے ملاقات ہوئی۔ سوچ سے زیادہ شفیق پایا۔

حضرت شیخ ؒ نے مجھے اتنا قریب کرلیا کہ میں آج تک ان کی محبت میں گم ہوں۔ آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے سیڑھیاں چڑھ رہے تھے اور میں خوش تھا کہ شیخ کی محبت اور شفقت دیکھ کر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن مجھ سے درگزر فرمائیں گے۔ ایسے ہی ہوا۔ مولانا حبیب الرحمٰن نے کلاس میں پوچھا تک نہیں۔ ہرروز صبح ایک طرف نیند کا نشہ اور دوسری طرف حضرت شیخ ؒ کے سبق کا نشہ، نیند ہار جاتی اور حضرت شیخ کا نرالا

انداز بیان جیت جاتا۔ ایک دن سبق میں میں حاضر نہ ہو سکا تو حضرت شیخ ؒ نے دو تین بار پوچھا اور فرمایا آج کا سبق عمر حیات کے ذوق کا تھا۔ میں نے ساتھیوں سے پوچھا شیخ نے آج کیا پڑھایا۔ مولانا شبیر حیدر نے بتایا مسئلہ حیات النبی ﷺ کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اس نظر کرم کا میں اکیلا ہی مستحق نہ تھا۔ بلکہ آپ کی درسگاہ میں بیٹھنے والا ہر طالب علم اپنے ظرف کے مطابق حضرت کے علوم اور فیوض و برکات ضرور سمیٹتا۔

ایک دن حضرت شیخ ؒ نے آنکھ کا آپریشن کروایا ہوا تھا۔ ایک آنکھ پر سبز پٹی تھی۔ طلباء کو مخاطب کر کے فرمانے لگے بیٹا میں سب کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتا ہوں۔ یہ لطافت و ظرافت صرف درسگاہ تک محدود نہ تھی۔ بلکہ حضرت شیخ ؒ ہر مجلس میں خوب ہنساتے اور رلاتے۔ فکری، علمی، نظریاتی گفتگو کے ساتھ لطیفہ گوئی فرما کر مجلس کو کشت زعفران بنا دیتے۔ حضرت شیخ ؒ اپنے تعلق والوں کو اپنی محبت اور شفقت کا تاثر ضرور دیتے تھے۔

ایک بار حضرت شیخ کو فون کیا۔ استاذ جی عمر حیات عرض کر رہا ہوں۔ آگے سے استاذ جی نے فرمایا ہاں! ہاں! میرے موبائل نے بتا دیا ہے۔ یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ استاذ جی ؒ کے پاس میرا نمبر محفوظ ہے۔ میں نے کہا حضرت آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ رات کا وقت تھا پوچھا کہاں ہو؟ میں نے عرض کی مولانا مسلم کے گھر میں ہوں۔ حضرت شیخ ؒ نے فرمایا بہت اچھا۔ صبح باب العلوم آ جاؤ۔ نہ انکار نہ انتظار صبح باب العلوم حاضر ہوئے۔ مولانا مسلم مجھ سے پہلے مسجد کے تہہ خانے میں اترے۔ مجھ سے کہا جلد آؤ۔ حضرت شیخ ؒ سامنے تشریف فرما ہیں۔ میں مولانا مسلم سے چند قدم کے فاصلہ پر تھا۔ حضرت شیخ ؒ نے مولانا مسلم کو مخاطب کر کے فرمایا مسلم تمہارا مقدمہ کہاں ہے۔ مولانا مسلم نے میری طرف اشارہ کر کے کہا یہ ہے جی۔ ہم حضرت کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر تعزیت کے لئے آئے تھے۔ زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی کہ حضرت شیخ ؒ سے تعزیتی کلمات کہتے، خاموش بیٹھ گئے۔ حضرت شیخ ؒ نے فرمایا تمہاری خالہ جی ؒ میرا بہت خیال رکھتیں تھیں۔ ساری زندگی میرے ساتھ صبر و شکر کے ساتھ گزاری۔ کافی دیر شیخ خالہ جی ؒ کو یاد کرتے رہے۔ باب العلوم میں حضرت شیخ ؒ کی اہلیہ کو سب خالہ جی کہتے تھے۔ آپ کی طبیعت پر باوفا، سلیقہ مند، عبادت گزار و غم خوار رفیقہ حیات کی جدائی کے اثرات تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہم سے کہا۔ کھانا کھاؤ گے۔ ہم نے کہا کھایا ہوا ہے۔ فرمایا نہیں کھایا تو دفتر والوں کو کہتا ہوں، میرا چولہا تو ٹھنڈا ہے۔ اہلیہ مرحومہ کی وفات کے بعد اکثر یہ فرمایا کرتے تھے۔ جواب میں کہتا: استاذ جی! باب العلوم کے سارے چولہے آپ کے ہیں۔

مدرسہ عربیہ شمشیہ فخر المدارس احمد پور سیال کے سالانہ جلسے کی تاریخ کے لئے حاضر ہوئے۔ استاذ جی ؒ گھر میں اکیلے تھے۔ چائے کا پوچھا میں نے کہا خادم نہیں ہے۔ فرمایا کوئی بات نہیں میں چائے بنا

بھی اچھی ہوں اور بناتا بھی بہت اچھی ہوں۔ میں اصرار کر رہا تھا کہ استاذ جی میں چائے بناتا ہوں۔ استاذ جیؒ اٹھے اور فریزر سے مٹھائی نکال کر ہمارے سامنے رکھ دی۔ اتنے میں ایک طالبعلم آ گیا۔ اس نے چائے بنائی۔

ایک بہت بڑے علامہ صاحب سے ہمارے ساتھی یعقوب قصوری ملنے گئے۔ علامہ صاحب نے خلاف معمول چائے پوچھی تو قصوری صاحب نے کہا کہ حضرت یہاں کوئی بندہ نہیں (یعنی خادم نہیں) علامہ صاحب نے کہا تھوڑی دیر کے لئے آپ ہی بندے بن جاؤ۔ قصوری صاحب بازار گئے دودھ لے کر آئے۔ چائے بنائی خود بھی پی علامہ صاحب کو بھی پلائی۔ دوران چائے علماء کا تعارف پوچھا میں نے کہا قاری سلطان علی شاہ کے صاحبزادے مولانا محمود علی شاہ ہیں۔ فوراً فرمایا وہ ہمارے دوستوں میں سے ہیں۔ دارالعلوم کبیروالا میں مجھ سے پڑھتے رہے ہیں۔ حضرت شیخؒ برسوں بعد اپنے شاگرد کو نہیں بھولے۔ پرانے شاگردوں کو اکثر دوست کہتے تھے۔ ڈاکٹر محمود الحسن عارف آپ کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے شکوہ کیا۔ استاذ جی کتاب حکیم العصر کی تیسری جلد نہیں ملی۔ استاذ جیؒ نے مفتی صاحب سے کہا کہ میں نے کہا تھا ان کو تیسری جلد بھیج دو۔ مفتی صاحب نے کہا میں بھول گیا۔ استاذ جیؒ نے کہا عجیب بات ہے کہ آپ ہمارے دوستوں کو بھول جاتے ہیں۔ استاذ جیؒ نے اپنی ڈائری پر تاریخ نوٹ فرمائی اور کہا کہ صحت کافی کمزور ہے۔ بہرحال ضرور آؤں گا۔ آپ نے مارچ میں اکثر سفر منسوخ فرما دیئے۔ کمال شفقت فرمائی۔ ۲۱؍مارچ ۲۰۱۴ء کو مولانا عبدالمجید قاسمی کے ہمراہ احمد پور سیال تشریف لائے۔ پیر سید محسن الحسن شاہ سے فرمایا کہ میرے استاذ مولانا عبدالخالقؒ آپ کے علاقے کے تھے اور مولانا درویش محمد کا تذکرہ کیا۔ میں نے حضرت سے دعا کے لئے کہا کہ حضرت بیٹیاں ہیں بیٹا نہیں تو حضرت نے میری چھوٹی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا بیٹا، بیٹیاں بہت بڑی نعمت ہیں اور فرمایا جس کی بیٹیاں بھی نہ ہوں؟ اپنی طرف اشارہ کیا استاذ جیؒ کی کرامت ہے۔ چھوٹی بیٹی حفصہ مدرسے نہیں جاتی تھی۔ حضرت کی دعا کے بعد از خود خوشی خوش مدرسے جاتی ہے۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت جلسہ گاہ تشریف لائے۔ پنڈال تاج وتخت ختم نبوت، شیخ لدھیانوی زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ آدھ گھنٹہ بیان فرمایا اور طلباء کی دستار بندی فرمائی۔ جانے لگے تو لوگ مصافحہ کے لئے آگے بڑھے۔ قاری محمود علی شاہ نے منع کیا۔ حضرت ضعیف ہیں آرام کا خیال رکھیں۔ حضرت نے خود مائک پکڑا اور فرمایا ۸۴ سال کا ہو گیا ہوں۔ جاتے ہوئے بہت دعائیں دیں اور کہا کہ شعبہ کتب کا اجراء ضرور کرو۔

حضرت شیخؒ سے ہر ملاقات یادگار رہی۔ اب مجھے لوگ عمر حیات کہیں گے لیکن عمر حیات کوئی نہیں کہے گا۔ اللہ رب العزت ہمارے حضرت شیخؒ پر کروٹ کروٹ رحمتیں نازل فرمائے۔ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کون تھا؟ اور کیا تھا؟

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

ڈاکٹر عبدالسلام سکہ بند قادیانی تھا اور ہر قادیانی اپنے آپ کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتا ہے۔ اور یہ بات بھی آپ کے علم میں ہوگی کہ قادیانیوں کی پشت پر ہمیشہ یہودیوں اور سامراج کا ہاتھ رہا ہے۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔“ جس طرح ہر یہودی پاکستان اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔ اسی طرح ہر قادیانی پاکستان اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔

اسی لئے یہودیوں اور قادیانیوں کی نظریاتی مماثلت اور اشتراک کا تجزیہ کرتے ہوئے علامہ اقبال ؒ نے ۱۹۳۶ء میں کہا تھا کہ: ”مرزائیت اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہے کہ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔“ (حرف اقبال، لطیف احمد شیروانی ایم اے، ص:۱۱۵)

آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر قادیانی مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت پر ایمان رکھتا ہے اور اس کو خاتم النبیین کہتا ہے۔ جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ جو آدمی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا۔ وہ قرآن وسنت کی رو سے کافر ہے اور وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ لیکن ڈاکٹر عبدالسلام سمیت تمام قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ تو کیا ان کو مسلمان سمجھ لیا جائے؟ جبکہ اس عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے علامہ اقبال ؒ نے پنڈت جواہر لال نہرو کے خط کا جواب دیتے ہوئے لکھا تھا: ”آپ یہ بات سمجھ ہی نہیں سکتے کہ عقیدۂ ختم نبوت کی کیا اہمیت ہے اور کسی مدعی نبوت یا اس کے پیروکاروں کو مسلمان تصور کرنے کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے“۔ یہ بھی کہا تھا کہ: ”قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔“

محترم! قادیانیوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ وہ فوج، عدلیہ، ایٹمی توانائی کمیشن، میڈیا اور تعلیمی اداروں میں کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کو براجمان کرائیں اور پھر ان حساس اداروں کے ذریعہ اپنے مقاصد کو بروئے کار لائیں اور وہ اپنی ان کوششوں اور کاوشوں میں ہمیشہ کامیاب بھی رہے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کی عنایتوں سے ترقی کی منازل طے کرتا رہا۔ پھر ڈاکٹر عبدالسلام نے ایٹمی توانائی کمیشن میں اپنے شاگردوں کی فوج ظفر موج بھرتی کرائی اور وہ جب تک اس ادارے میں رہے، اس ادارہ میں کوئی قابل ذکر کارکردگی نہیں دکھائی۔ بلکہ ہمیشہ وہ حکمرانوں سے جھوٹ بولتے رہے اور پاکستان کے ایٹم بم بنانے میں رکاوٹ بنے رہے۔

قومی اسمبلی نے قادیانیوں کے پیشواؤں کو سننے کے بعد اتفاق رائے سے جب ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو ڈاکٹر عبدالسلام نے اس تاریخی فیصلہ پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے ایک انٹرویو میں کہا: ’’جو سلوک مسٹر بھٹو نے قادیانیوں سے کیا ہے۔ اس پر میں یہی دعا کروں گا کہ نہ صرف مسٹر بھٹو بلکہ ان تمام کا بھی بیڑا غرق ہو جو اس فیصلے کے ذمہ دار ہیں۔‘‘ (ہفت روزہ بادبان لاہور، ج:۷، شمارہ:۵، ۱۸؍مئی ۱۹۷۹ء)

۱۹۶۰ء کے لگ بھگ وہ صدر ایوب خان کے سائنسی مشیر بنے اور پھر محترم ذوالفقار علی بھٹو کی وزارت عظمیٰ کے دور میں بھی ان کے مشیر رہے اور جب ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو ۱۰؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو ڈاکٹر عبدالسلام نے وزیر اعظم کے سائنسی مشیر کی حیثیت سے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے سامنے اپنا استعفیٰ پیش کیا۔ اس کی وجہ انہوں نے اس طرح بیان کی: ’’آپ جانتے ہیں کہ میں اسلام کے احمدیہ (قادیانی) فرقے کا ایک رکن ہوں۔ حال ہی میں قومی اسمبلی نے احمدیوں کے متعلق جو آئینی ترمیم منظور کی ہے، مجھے اس سے زبردست اختلاف ہے۔ کسی کے خلاف کفر کا فتویٰ دینا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ کوئی شخص خالق اور مخلوق کے تعلق میں مداخلت نہیں کرسکتا۔ میں قومی اسمبلی کے فیصلہ کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا۔ لیکن اب جبکہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور اس پر عمل درآمد کا آغاز بھی ہو چکا ہے تو میرے لئے بہتر یہی ہے کہ اس حکومت سے قطع تعلق کرلوں جس نے ایسا قانون منظور کیا ہے۔ اب میرا ایسے ملک کے ساتھ تعلق واجبی سا ہوگا۔ جہاں میرے فرقہ کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہو۔‘‘

اب آپ ہی بتائیں کہ انہیں پاکستان سے محبت تھی یا اپنے قادیانی گروہ سے اور یہ کہ وہ پاکستان کے لئے کام کر رہے تھے یا اپنے عقیدہ کی پرورش اور آقاؤں کی فرمانبرداری کے لئے؟۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی واقعی پاکستانی ہے۔ لیکن اس کی نظر میں خود پاکستان کی کیا عزت وحرمت ہے؟۔ اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے:

’’مسٹر بھٹو کے دور میں ایک سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے ڈاکٹر سلام کو دعوت نامہ بھیجا گیا۔ یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر سلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ اسے وزیر اعظم سیکریٹریٹ کو بھیج دیا:

ترجمہ:... ’’میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا، جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔‘‘

مسٹر بھٹو نے جب یہ ریمارکس پڑھے تو غصے سے ان کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ انہوں نے اشتعال میں آکر اسی وقت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے سیکریٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر سلام کو فی الفور برطرف کردیا جائے اور بلاتاخیر نوٹیفکیشن جاری کردیا جائے۔ وقار احمد نے یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کے بجائے اپنی ذاتی

تحویل میں لے لیں۔ تاکہ اس کے آثار مٹ جائیں۔ وقار احمد بھی قادیانی تھا۔ یہ کس طرح ممکن تھا کہ اتنی اہم دستاویز فائلوں میں محفوظ رہتی۔'' (ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور شمارہ ۲۲؍جون ۱۹۸۶ء)

کیا ایسا شخص جو پاکستان کے بارے میں ایسے توہین آمیز اور ملعون الفاظ بکتا ہو۔ اس کا اعزاز پاکستان اور اہل پاکستان کے لئے موجب مسرت اور لائق مسرت ہوسکتا ہے؟۔

مزید سنیے: ڈاکٹر عبدالقدیر خاں اپنے ایک انٹرویو میں ڈاکٹر منیر کی سازشوں سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہتے ہیں: ''حکومت کے سربراہ سے جھوٹ بولنا بہت غلط کام ہے۔ مگر ایٹمی توانائی کمیشن کے سابق چیئرمین منیر احمد خان اور اس کے چیلوں نے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ انتہائی ڈھٹائی سے جھوٹ بولا۔ انہوں نے پروگرام بنایا کہ تھوڑا سا دھماکہ خیز مواد لے کر زمین میں دبا دیتے ہیں۔ اس میں کوبالٹ اور زنگ بھی ملا دیں گے۔ پھر اس سے دھماکہ کر کے بھٹو کو بے وقوف بنالیں گے کہ ہم نے ایٹمی دھماکہ کرلیا ہے۔ مجھے پتہ چلا تو میں نے ذوالفقار علی بھٹو کو صاف صاف بتادیا کہ ان سب لوگوں کا یہ پروگرام ہے۔'' (روزنامہ خبریں، لاہور، ۳۱؍مئی ۱۹۹۸ء، بحوالہ غدار پاکستان، ص:۱۶۵)

یہ منیر احمد خان وہی ہے جس کو ڈاکٹر عبدالسلام کی سفارش پر رکھا گیا اور یہ سترہ سال تک اس عہدہ پر رہا۔ لیکن کوئی قابل ذکر کارکردگی اپنے شعبہ میں نہیں دکھائی۔ پاکستان کے مشہور صحافی جناب حامد میر صاحب ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ''آج منیر احمد خان ٹیلیویژن پر آکر ایٹم بم کی کامیابی کا کریڈٹ لینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس شخص نے ہمیشہ ایٹمی قوت بننے کے خلاف سازشیں کیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام ایک ثقہ قادیانی تھا اور جسے صرف اس لئے نوبل انعام سے نوازا گیا کہ اس نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو ناکام بنانے والے لوگوں کو اٹامک انرجی کمیشن میں بھرتی کیا۔ یہ منیر احمد خان اسی کا لایا ہوا سائنسدان تھا جس کی پوری کوشش یہ رہی کہ پاکستان کبھی ایٹمی قوت نہ بن سکے۔'' (ہفت روزہ زندگی لاہور، ۲۸؍جون تا ۴؍جولائی ۱۹۹۸ء)

اور یہ بات بھی ریکارڈ پر ہے کہ ملتان کانفرنس میں جب بھٹو نے ایٹم بم بنانے کی خواہش کا اظہار کیا تو ان کے سائنسی مشیر ڈاکٹر عبدالسلام نے نہ صرف مخالفت کی، بلکہ اس بات پر بگڑ کر اور ناراض ہو کر لندن چلا گیا اور جناب بھٹو نے اس ڈر سے کہ کہیں وہ سارے راز دشمن کے سامنے اگل ہی نہ دے، اس کے دوستوں کے ذریعہ اسے راضی کیا اور کہا کہ ملتان کانفرنس ایک سیاسی ڈرامہ تھا۔ اسی طرح ان کی سفارش پر بھرتی کئے گئے لوگوں نے بھی مخالفت کی۔ ان میں سے ایٹمی توانائی کمیشن کے چیئرمین ڈاکٹر عشرت عثمانی اور اس قماش کے دوسرے لوگ تھے۔

معروف دانشور ڈاکٹر وحید عشرت لکھتے ہیں: ''مشہور قادیانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام نے بھی پاکستان دشمنی میں پاکستان کے ایٹمی پلانٹ کے راز حکومت امریکہ کو پہنچائے، جس پر جنرل ضیاء نے کہا کہ:

”اس کتیا کے بچے کو کبھی میرے سامنے نہ لانا۔ یہ امریکہ، برطانیہ اور یہودیوں کا گماشتہ ہے اور اسی لئے اسے نوبل انعام دیا گیا۔“ (روزنامہ امت، کراچی، ۸؍جنوری ۱۹۹۸ء)

کچھ لوگوں نے ان کو نوبل انعام ملنے پر بڑا ہی خراج عقیدت پیش کیا ہے اور اس کو پاکستان کے لئے ایک اعزاز بتلایا ہے۔ کیا یہ لوگ بتلا سکتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے اس کو پاکستان کا اعزاز کہا ہے؟۔ اگر ان کا کوئی بیان اس طرح کا ہے تو آپ اسے ریکارڈ پر لائیں۔ حالانکہ یہ انعام ڈاکٹر عبدالسلام کو کوئی انقلابی تھیوری پیش کرنے پر نہیں دیا گیا، بلکہ اسلام اور پاکستان کو بدنام کرنے کی خدمات انجام دینے کے صلہ میں ملا ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر عبدالسلام ایک ریڈیو انٹرویو میں خود اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ انہوں نے طبعیات میں میکسول اور اس کے ساتھیوں کے انکشافات کو آگے بڑھایا ہے اور اس شعبہ میں کوئی بڑا معرکہ انجام نہیں دیا۔ (نوبل پرائز اور ڈاکٹر عبدالسلام، شفیق مرزا)

باخبر حلقے بتاتے ہیں کہ چونکہ پاکستان میں قادیانی امت کے غیر مسلم اقلیت قرار پانے سے ملت اسلامیہ میں ان کی نقب لگانے کی پوزیشن بری طرح متاثر ہوچکی تھی اور وہ کسی بھی اسلامی ملک میں امریکی مفادات کے لئے موثر طریقے سے کام کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہے تھے۔ کیونکہ انہیں ہر جگہ سامراجی گماشتہ اور جاسوس کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔ مگر امریکہ ’تاج برطانیہ کے پرانے وفاداروں کو اس طرح چھوڑنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اس لئے اس نے پہلے یہودی اثر ورسوخ سے چلنے والے ممتاز سائنسی اخبارات وجرائد میں ڈاکٹر عبدالسلام کے حق میں مہم چلائی اور بالآخر نوبل پرائز کا تمغہ ان کے سینے پر سجادیا۔ ڈاکٹر اسٹیون وائنبرگ نے ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل پرائز ملنے پر شدید احتجاج کیا تھا اور اپنے ایک ریڈیو انٹرویو میں کہا تھا کہ: ”ڈاکٹر عبدالسلام نے کوئی اہم سائنسی پیش رفت نہیں کی کہ انہیں اس اہم انعام کا مستحق ٹھہرایا جائے۔ بلکہ انہیں ایک خاص اور ان دیکھے منصوبے کے تحت ہمارے ساتھ نتھی کیا گیا ہے جو سخت بددیانتی کے زمرہ میں آتا ہے۔“ (غدار پاکستان، ص:۱۰۰)

ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے بھی ایک انٹرویو میں کہا: ”ڈاکٹر عبدالسلام کو ملنے والا نوبل انعام نظریات کی بنیاد پر دیا گیا ہے۔ وہ ۱۹۵۷ء سے اس کوشش میں تھے کہ انہیں نوبل انعام ملے اور آخر آئن اسٹائن کی صد سالہ وفات پر اس کا مطلوبہ انعام دے دیا گیا۔ دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصہ سے کام کر رہا ہے۔ یہودی چاہتے تھے کہ آئن اسٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کردیا جائے۔ سو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو بھی اس انعام سے نوازا گیا۔“

(انٹرویو ڈاکٹر عبدالقدیر ہفت روزہ چٹان لاہور ۶؍فروری ۱۹۸۴ء)

اس لئے ڈاکٹر عبدالسلام نے ہمیشہ اپنے مذہب قادیانیت کا دفاع کرتے ہوئے اسلام اور

پاکستان کی مخالفت کی۔ ۱۹۷۹ء میں اسٹاک ہوم میں نوبل انعام وصول کرتے وقت اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ: ”میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا غلام ہوں، پھر مسلمان ہوں اور پھر پاکستانی۔“ (ہفت روزہ زندگی لاہور، ۱۳؍جون ۱۹۹۰ء)

محترم! یہ وہ سب حقائق، حالات اور واقعات ہیں جن کی بنا پر آج ہر پاکستانی قادیانیوں کو ملت اور ملک کا غدار، یہودیوں اور امریکیوں کا جاسوس کہتا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ قادیانی ملک پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہر قادیانی ملک کا بیڑہ غرق دیکھنا چاہتا ہے۔ ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتا ہے۔ پھر بھی ہمارے کچھ ”دانشور“ انہیں کی ترجمانی اور وکیل صفائی کا کردار ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ آخر کیوں؟ ڈاکٹر عبدالسلام کی ملک دشمنی کا ایک اور حوالہ پیش کرتا ہوں۔

ڈاکٹر زاہد ملک لکھتے ہیں: ”یہ واقعہ نیاز اے نائک سیکرٹری وزارت خارجہ نے مجھے ڈاکٹر عبدالقدیر کا ذاتی دوست سمجھتے ہوئے سنایا تھا۔ انہوں نے بتلایا کہ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب علی خان نے انہیں یہ واقعہ ان الفاظ میں سنایا: ”اپنے ایک امریکی دورے کے دوران سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں میں بعض اعلیٰ امریکی افسران سے باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کر رہا تھا کہ دوران گفتگو امریکیوں نے حسب معمول پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا ذکر شروع کر دیا اور دھمکی دی کہ اگر پاکستان نے اس حوالے سے اپنی پیش رفت فوراً بند نہ کی تو امریکی انتظامیہ کے لئے پاکستان کی امداد جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ ایک سینئر یہودی افسر نے کہا: ”نہ صرف یہ بلکہ پاکستان کو اس کے سنگین نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔“

جب ان کی گرم سرد باتیں اور دھمکیاں سننے کے بعد میں نے کہا کہ آپ کا یہ تاثر غلط ہے کہ پاکستان ایٹمی توانائی کے حصول کے علاوہ کسی اور قسم کے ایٹمی پروگرام میں دلچسپی رکھتا ہے تو سی آئی اے کے ایک افسر نے جو اسی اجلاس میں موجود تھا، کہا کہ آپ ہمارے دعوے کو نہیں جھٹلا سکتے۔ ہمارے پاس آپ کے ایٹمی پروگرام کی تمام تر تفصیلات موجود ہیں۔ بلکہ آپ کے اسلامی بم کا ماڈل بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ کہہ کر وہ اٹھا، دوسرے امریکی افسر بھی اٹھ بیٹھے، میں بھی اٹھ بیٹھا، ہم سب اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ سی آئی اے کا یہ افسر ہمیں دوسرے کمرے میں کیوں لے کر جا رہا ہے اور وہاں جا کر یہ کیا کرنے والا ہے؟ اتنے میں ہم سب ایک ملحقہ کمرے میں داخل ہو گئے۔ سی آئی اے کا افسر تیزی سے قدم اٹھا رہا تھا۔ ہم اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، کمرے کے آخر میں جا کر اس نے بڑے غصے کے عالم میں اپنے ہاتھ سے ایک پردہ کو سرکایا تو سامنے میز پر کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا ماڈل رکھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف ایک سٹینڈ پر فٹ بال نما کوئی گول سی چیز رکھی ہوئی تھی۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا: ”یہ ہے تمہارا اسلامی بم۔ اب بولو تم کیا کہتے ہو؟ کیا تم اب بھی اسلامی بم کی موجودگی سے انکار

کرتے ہو؟‘‘ میں نے کہا: میں فنی اور تیکنیکی امور سے نابلد ہوں، میں یہ بتانے یا پہچان کرنے سے قاصر ہوں کہ یہ فٹ بال قسم کا گولہ کیا چیز ہے اور کس چیز کا ماڈل ہے؟ لیکن اگر آپ لوگ بضد ہیں کہ یہ اسلامی بم ہے تو ہوگا، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا کہ آپ لوگ تردید نہیں کر سکتے۔ ہمارے پاس ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں۔ آج کی میٹنگ ختم کی جاتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر کی طرف نکل گیا اور ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میرا سر چکرا رہا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟۔ جب ہم کاریڈور سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے تو میں نے غیر ارادی طور پر پیچھے مڑکر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام ایک دوسرے کمرے سے نکل کر اس کمرے میں داخل ہو رہا تھا، جس میں بقول سی آئی اے کے اس کے اسلامی بم کا ماڈل پڑا ہوا تھا، میں نے اپنے دل میں کہا: اچھا تو یہ بات ہے۔‘‘

(ڈاکٹر عبدالقدیر اور اسلامی ایٹم بم، ص:۲۰،۲۱،۲۲)

اس لئے ہمارا مطالبہ ہے کہ قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد کا یہ شعبہ محسن پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے نام نامی سے منسوب کیا جائے۔

ختم نبوت کانفرنس طوگانی بونیز

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام طوکانی بونیز خیبر پختونخواہ میں ۲۷ر نومبر کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عابد کمال، مولانا اعزاز الحق، مولانا فیضان الحق نے خطاب کیا۔ کانفرنس صبح دس بجے سے نماز عصر تک جاری رہی۔

ختم نبوت کورس واسک لوئیر دیر

جامع مسجد ورسک، مدرسہ مدینۃ العلوم میں ۲۷، ۲۸، ۲۹ر نومبر کو ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ جس میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عابد کمال، مولانا گل اسلام، مولانا تاج محمد نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، حیات اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام اور قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر لیکچر دیئے۔ مولانا محمد تاثیر، مولانا محمد عمران شیخ الحدیث کے نگرانی وصدارت فرمائی۔

بھلوال میں خطبہ جمعہ

۲ دسمبر مطابق ۲ ربیع الاول کا جمعۃ المبارک کا خطبہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامع مسجد مدنی نہروالی میں مولانا محمد یعقوب احسن، ماسٹر عبدالقیوم عاصم کی دعوت پر دیا۔ بعد نماز جمعہ مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانی سے ملاقات کے لئے سرگودھا تشریف لے گئے۔

اسلامی سال کا دوسرا ماہ ...... ہفتہ کا پانچواں دن

اور مرزا قادیانی کی غلط بیانی

مولانا عبدالماجد شہیدی

آنجہانی مرزا غلام قادیانی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا۔ مجدد، مہدی، کرشن، مسیح ابن مریم، نبی اللہ اور رسول خدا ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ: ''جو مجھے نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں۔''

(حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲، ص ۱۶۷)

آنجہانی مرزا قادیانی کا بڑا بیٹا بشیرالدین محمود، قادیانی جماعت کا دوسرا گرو بنا تو اس نے برملا کہہ دیا کہ: ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص ۳۵)

آنجہانی مرزا قادیانی کے دوسرے بیٹے مرزا بشیر احمد کی باری آئی تو اس نے لکھا کہ: ''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے، مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے، مگر محمد کو نہیں مانتا، اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو غیر مسلم ہی یقین کرتے ہیں۔ آنجہانی مرزا غلام قادیانی نے اپنے جھوٹے اور متضاد دعوؤں کی تائید میں چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں لکھیں جن کا مجموعہ ''روحانی خزائن'' کے پرفریب نام سے موسوم ہے۔ آنجہانی مرزا قادیانی کی یہ تحریریں درحقیقت خود اس کے خلاف دستاویزی ثبوت کی حیثیت رکھتی ہیں۔

آنجہانی مرزا قادیانی نے اپنے ایک بیٹے کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: ''۱۴؍جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چارشنبہ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔'' (تریاق القلوب ص ۴۱، خزائن جلد ۱۵، ص ۲۱۷، ۲۱۸)

چند صفحات کے بعد پھر لکھتا ہے: ''عجیب بات ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے یہ چار صفر ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہوا اور اس کی پیدائش کا دن ہفتہ کا چوتھا دن تھا یعنی بدھ یہ دوپہر کے بعد چوتھے گھنٹے میں پیدا ہوا یہ خود چوتھا تھا۔'' (تریاق القلوب ص ۴۳، خزائن جلد ۱۵، ص ۲۲۳)

یوں تو مرزا قادیانی نے اس بیٹے کے متعلق اس سے بھی عجیب تر بات لکھی ہے کہ:''حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔''

(تریاق القلوب ص۴۱، خزائن جلد۱۵، ص۲۱۷)

مگر فی الوقت اس لطیفہ کو ہم کسی دوسرے موقعہ کے لئے چھوڑتے ہیں۔ جس چیز کی طرف ہم آپ کی توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ مسلمان ہی نہیں بلکہ ہر باشعور غیر مسلم بھی جانتا ہے کہ اسلامی سال محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے اور محرم کے بعد ماہ صفر اسلامی سال کا دوسرا مہینہ ہے۔ جبکہ آنجہانی مرزا قادیانی ماہ صفر کو اسلامی سال کا چوتھا مہینہ قرار دے رہا ہے۔ یہ آنجہانی مرزا قادیانی کی ایسی غلط بیانی ہے جس کو کسی طور پر بھی درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔

دوسری توجہ طلب بات یہ ہے کہ ہفتہ کے سات دنوں میں چارشنبہ یعنی بدھ ہفتہ کا پانچواں دن ہوتا ہے جس کو آنجہانی مرزا قادیانی چوتھا دن قرار دے رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ آنجہانی مرزا قادیانی کا یہ بیان بھی غلط بیانی پر مبنی ہے۔ کیونکہ اسلامی ہفتہ شنبہ سے شروع ہو کر جمعہ پر ختم ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ شنبہ (ہفتہ)، یک شنبہ (اتوار)، دوشنبہ (سوموار)، سہ شنبہ (منگل)، چہارشنبہ (بدھ)، پنج شنبہ (جمعرات)، جمعہ (جمعہ)۔

اس تفصیل سے دو اور دو چار کی طرح واضح ہے کہ اسلامی ہفتہ کا چوتھا دن سہ شنبہ یعنی منگل ہوتا ہے نہ کہ بدھ چارشنبہ۔ لیکن آنجہانی مرزا قادیانی کو اصرار ہے کہ: ؎ مستند ہے حضرت کا فرمایا ہوا، جو کچھ وہ کہتا ہے اس کو اسی طرح مانو۔ ورنہ جہنم میں جاؤ گے۔

چنانچہ وہ اپنی کتاب (انجام آتھم ص۶۲، خزائن جلد۱۱، ص۶۲) میں لکھتا ہے:''میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ (بھیجا ہوا) خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔''

قارئین! ذرا غور فرمائیں آنجہانی مرزا قادیانی خدا کے نام پر جہنم کی وعید سنا کر کس طرح سینہ زوری کے ساتھ اپنے غلط دعاوی اور سو فیصد غلط بات منوانے پر تلا ہوا ہے۔ کیوں نہ غلط بات، غلط بیانی کرنے والے شریر کے منہ پر ماردی جائے۔

اس لئے کہ خود آنجہانی مرزا قادیانی ہی کا قول ہے:''غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔'' (آریہ دھرم ص۱۱، خزائن جلد۱۰، ص۱۳)

ممکن ہے کسی کے دل میں یہ خیال گزرے کہ آنجہانی مرزا نے جو دوسرے مہینے ماہ صفر کو چوتھا مہینہ

اور ہفتہ کے پانچویں دن چارشنبہ بدھ کو چوتھا دن قرار دیا ہے تو ایسا سہواً ہوا ہو آخر بھول چوک بھی تو انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔

جواباً عرض ہے کہ عام آدمی کے متعلق تو یہ شبہ بجا ہے لیکن یہاں تو مشکل یہ ہے کہ آنجہانی مرزا کو نبوت کا دعویٰ ہے اور یہ امر فریقین کے درمیان مسلّم ہے کہ خدا کے سچے نبی سے اگر کوئی غلطی یا بھول چوک ہو جائے تو خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر کو اس پر آگاہی فرمادیتے ہیں۔ غلطی پر قائم نہیں رہنے دیتے اور آنجہانی مرزا قادیانی کا تو اپنی ذات سے متعلق بھی یہی دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو غلطی پر قائم نہیں رہنے دیتا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۱۸۹۸ء میں آنجہانی مرزا قادیانی نے ''ایام الصلح'' کے نام سے ایک کتاب لکھی اس کتاب کو لکھ کر مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ اس نے سب پر حجت پوری کردی ہے۔

اسی کتاب میں آنجہانی مرزا قادیانی نے لکھا: ''میں بشر ہوں اور بشریت کے عوارض مثلاً جیسا کہ سہو اور نسیان اور غلطی یہ تمام انسانوں کی طرح مجھ میں بھی ہے، گو میں جانتا ہوں کہ کسی غلطی پر مجھے خدا تعالیٰ قائم نہیں رکھتا۔'' (ایام الصلح ص...، خزائن جلد۱۴، ص۲۷۱، ۲۷۲)

یہ کتاب ۱۸۹۹ء میں منظر عام پر آئی۔ اسی سال ۱۸۹۹ء میں مرزا قادیانی نے تریاق القلوب نامی کتاب لکھی۔ (جو بقول مرزا محمود بعض موانعات کی وجہ سے ۱۹۰۲ء میں شائع ہوسکی۔ حقیقۃ النبوۃ ص۵۵) اس کتاب میں آنجہانی مرزا قادیانی نے غلط طور پر ماہ صفر کو چوتھا مہینہ اور چارشنبہ بدھ کو ہفتہ کا پانچواں دن قرار دیا۔

۱۸۹۹ء سے لے کر ۱۹۰۸ء اپنی زندگی کے آخری سال اور آخری تصنیف تک آنجہانی مرزا قادیانی اپنی اس غلطی پر قائم رہا۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے اس کے دعویٰ کہ: ''کسی غلطی پر مجھے خدا تعالیٰ قائم نہیں رکھتا'' کے برخلاف اس کو زندگی کے آخری سانس تک اس غلط بیانی پر قائم رکھا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ آنجہانی مرزا قادیانی کے دعوے جو کچھ بھی تھے دجل وفریب پر مبنی اور غلط محض تھے۔ خدا تعالیٰ کی تائید اس کو حاصل نہ تھی۔

ہم تو سمجھتے ہیں کہ آنجہانی مرزا قادیانی بقلم خود قانون قدرت کی گرفت میں ہیں جس سے رہائی ممکن ہی نہیں۔ مذکورہ دعویٰ کہ: ''کسی غلطی پر مجھے خدا تعالیٰ قائم نہیں رکھتا'' سے ایک سال قبل ۱۸۹۷ء میں مرزا قادیانی کے قلم سے قانون قدرت کا یوں اظہار ہوا کہ:

''قانون قدرت صاف گواہی دیتا ہے کہ خدا کا یہ فعل بھی دنیا میں پایا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات بے حیا اور سخت دل مجرموں کی سزا ان کے ہاتھ سے دلواتا ہے۔ سو وہ لوگ اپنی ذلت اور تباہی کے سامان اپنے ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں اور ان کی نظر سے وہ امور اس وقت تک مخفی رکھے جاتے ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی قضا وقدر نازل ہوجائے۔'' (استفتاء اردو ص۸، خزائن جلد۱۲، ص۱۱۶ حاشیہ)

ہم بھی آنجہانی مرزا قادیانی سے اتفاق کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بعض اوقات بے حیا اور سخت دل مجرموں کو سزا ان کے ہاتھ سے دلواتا ہے۔

مثال کے طور پر جب آنجہانی مرزا قادیانی نے بے حیائی اور ڈھٹائی کی انتہاؤں کو چھوتے ہوئے اپنی کتاب (تریاق القلوب ص۶، خزائن جلد۱۵، ص۱۳۴) پر اُولُوالعزم انبیاء مسیح ابن مریم، موسیٰ کلیم خدا اور محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ (صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم) ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا:

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

﴿میں مسیح زماں ہوں، میں کلیم خدا، یعنی موسیٰ ہوں، محمد ہوں، احمد مجتبیٰ ہوں﴾ (معاذ اللہ)

تو اللہ تعالیٰ نے اسی کتاب (تریاق القلوب ص۴۲، خزائن جلد۱۵، ص۲۱۸) پر اس کے قلم سے یہ عبارت کہ: ''اس (لڑکے) نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چارشنبہ'' لکھوا کر اس بے حیاء اور سخت دل مجرم کی ذلت اور رُسوائی کا سامان اس کے ہاتھ سے جمع کرا دیا اور اس غلطی کو اس کی نظر سے مخفی رکھا۔ یہاں تک کہ قضاء وقدر کے ہاتھ نے ۱۹۰۸ء میں وبائی ہیضہ کی موت کی صورت میں اس کا کام تمام کر دیا۔ لیکن وہ اپنے پیچھے اپنی نادانی اور کذب بیانی کے ایسے واضح نشانات چھوڑ کر گیا ہے کہ اگر کوئی فریب خوردہ اس کے دام تزویر ہمرنگِ زمین سے نکلنے کی کوشش کرے تو وہ آنجہانی مرزا قادیانی ہی کا بیان کردہ یہ وظیفہ پڑھتے ہوئے بآسانی نکل سکتا ہے۔

لعنت ہے مفتری پر خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ذرہ بھی اس کی جناب میں

(شعر مرزا قادیانی: نصرۃ الحق ص۱۱، خزائن جلد۲۱، ص۲۱)

مضمون کے آخر میں ہم آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کے غور وفکر کے لئے انہیں کا قول زریں پیش کرتے ہوئے اس مضمون کو ختم کرتے ہیں:

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

لکھتے ہیں کہ: ''ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔'' (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن جلد۲۳، ص۲۳۱)

اس قول زریں کی روشنی میں آپ حضرات خود ہی فیصلہ فرمائیں۔ کیا آنجہانی مرزا قادیانی کے دعوؤں پر اعتبار کیا جاسکتا ہے؟۔

قادیانی دجال کا استیصال ...... (حصہ نظم)

مولانا سعد اللہ لدھیانوی ؒ

ضروری نوٹ: مرزا غلام احمد قادیانی کے خسر میر ناصر نے انتہائی غلیظ الفاظ پر مشتمل ایک نظم مولانا سعد اللہ لدھیانوی ؒ کے خلاف لکھی۔ جسے خوشی خوشی مرزا قادیانی نے شائع کر دیا۔اس کے جواب میں سعد اللہ لدھیانوی ؒ نے یہ نظم لکھی۔

یہ ۱۳۱۴ھ کی بات ہے۔اب ۱۴۳۸ھ ہے۔گویا ایک سو چوبیس سال بعد آج ریکارڈ کے لئے پیش خدمت ہے......ادارہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

رباعی نمبر:۱

ابن مریم کا محقر بہ حسودی ہے تو
ناقۂ اللہ کا بدخواہ ثمودی ہے تو
قادیانی تیرا عیسیٰ کو چڑھانا سولی
سن کے کہتے ہیں مسلمان کہ یہودی ہے تو

رباعی نمبر:۲

نہ مرا آتھم تر سابہ سہ ماہ ویک سال
پانچواں سال ہے سلطان کو بھی اے رمال
کادیانی تیرا منہ کر گیا کالا وہ بشیر
بن کے اب مرسل یزداں تو ہوا ہے دجال

کادیانی نہ شکوہ کر نہ گلہ
تھا یہی نظم ناصری کا صلہ

نظم نمبر:۱

حضرت حق میں تحیات وجود — مصطفےٰ پر اس کے تسلیم ودرود
حمد حق نعت رسول حق کے بعد — عرض کرتا اہل ایمان سے ہے سعد
صاف فرماتے ہیں ختم المرسلین — میرے بعد اب ہو نبی کوئی نہیں
ہاں قریباً تیس دجال آئیں گے — جو رسول اللہ نبی کہلائیں گے
کادیانی مرسل یزداں بنا — واہ کیا دجال بے ساماں بنا
دیکھو اس کاذب کی توضیح مرام — خود محدث بن کے کرتا ہے کلام

جو محدث ہو وہ ہوتا ہے نبی
ہے محدث بھی وہی جوشی نبی

انبیاء کا وحی میں ہمسر بنا
کشف میں ان سے بھی کچھ بڑھ کر بنا

معجزات ابن مریم سے نفور
پھر مثیل ان کا بنے کاذب کفور

خود ہی عیسیٰ کی بشارت بن گیا
مرسل ازراہ شرارت بن گیا

دیکھ کر چلتا ہوا یہ چال اسے
اہل دین نے لکھ دیا دجال اسے

کادیانی بن چکا دجال جب
خر نہ کیوں پائے مرید اس کا لقب

پیٹھ پر جن کی یہ رہتا ہے سوار
بل کے ستر ہاتھ کی باندھیں قطار

آگے آگے چیلا اک اعور چلے
ہر طرف سے آئے آواز بلے

کادیانی چیلی اک بولی ہے اور
اس کی ہے پردہ نشینی جائے غور

ناصر مرزا ہے بکواسی یہ ایک
خواہ ہے نصرت بنے سفلہ کمین

جانتا ہوں خوب میں اس کو یہی
کادیانی پر تھا پہلے نکتہ چین

قبضہ اس کے گھر ہی پر کرنے کو تھا
کادیانی حیلہ گر کا نور دین

تھا لگاتا اس کو بیماری کا عیب
یوں کہ اس کی شاخ بار آور نہیں

اور ہمارے پاس تھا یہ پیشتا
فتنہ دجال ہے یہ بالیقین

کادیانی کے یہی رکھتا تھا نام
بو مسیلمہ اور دجال لعین

جب وہ تھا خاطب سوئے ہشیار پور
اس کے دل میں بھر رہا تھا جوش کین

آبرو کھووے نہ بیچاروں کی ہائے
اس کے گھر میں آ کے وہ درنشین

اس کو جب سلطان محمد لے گیا
کادیانی رہ گیا اندوہ گین

اس لئے ہے اب یہ دلجمی کے تھا
قادیان میں ہو کے بیٹھا جاگزین

نام کو اپنے چھپاتی خوب ہے
حسن، چھپ چھپ کر دکھاتی خوب ہے

چھپ کے پردے میں ہیں کیا نخرے کئے
مادہ خر کے دولتی دیکھئے

منہ دکھانے سے ہے کیوں کرتی حذر
ہے یہ خناسی خواصوں میں مگر

خیر خواہ خلق بن کر آئی ہے
نظم اک میراثیانہ گائے ہے

اس حیا والی کے ہے کیا حسب حال
جفت کنجد گر کے کولہو کی مثال

قول اسی کا اس پہ صادق آ گیا
اب کسی کو کیا کہے گی بے حیا

کلمہ پڑھنے کے لئے تھی جو زبان
اس سے بکنے لگ گئی خود گالیاں

لفظ ٹھیک اس سے نہیں ہوتا ادا — کر سکے گی یہ شہادت کیا ادا
نظم حقانی سنے کب وہ گدھی — جس کو ہو تعلیم والقوافیہ کی
کادیانی کے سرائر جب سنے — خاص چیلی کیوں نہ پیٹے سر دھنے
کافروں نے ہزل قول فصل کو — خبث باطن سے کہا تھا دیکھ لو
کادیانی چیلی اب کہہ دے اگر — ہزل میری نظم کو بھی کیا ضرر
کر کے الزاموں سے کاذب کو بری — پھر دکھاتی گر یہ اپنی شاعری
دیکھنے والے سمجھتے کچھ کیا — اس سیہ کاری سے اس نے کیا لیا
یہ سگ وخر، جی میں جو آئے کہے — دیکھ دیکھ آئینے میں نالاں رہے
بھونکتی ہے اپنی صورت دیکھ کر — ہے نظر آتا کبھے سگ گاہ خر
سن کے حال عفت الفتوا — کہہ رہی اوروں کو ہے یوں ورغلا
کھایا ہوگا اس نے مغز استاد — باؤلاپن اس کا اب آتا ہے یاد
سب قیاس اس کے ہیں اپنی ذات پر — کوئی کیوں گھبرائے ایسی بات پر
کچھ نہیں اوباش کے کہنے کا رنج — اور نہ اس خفاش کے کہنے کا رنج
کوستی مثل زناں مردوں کو ہے — اور بلاتی پھر جواں مردوں کو ہے
مر نہیں چکتا کہیں کہتی ہے گاہ — کوئی کوڑھی ہو گا پھر بھرتی ہے آہ!
منہ پہ برقع اور بنی گمنام ہے — اس پہ پھر دیتی صدائے عام ہے
ہر مخالف کو صدا دیتے ہیں ہم — ہر مکفر کو ندا دیتے ہیں ہم
اس لڑائی کے لئے تیار ہو — صدق دل سے عازم پیکار ہو
منہ چھپائے مثل زن اور جنگجو — اور پکارے یوں جواں مردوں کو تو
تف ہے تجھ پر اور تیرے اس شور پر — ہے تیرا بکواس یہ کس زور پر
کادیانی جو تیرا استاد ہے — لدھیانہ ولی اس کو یاد ہے
ہے فراری ہو چکا جیسے ہو چور — وہ نہیں بھولے گا اس کو تا بگور
اس نے امرتسر میں منہ کی کھائی ہے — روز افزوں جس سے ذلت پائی ہے
خود گلے میں ہے رسہ ڈالوا چکا — اور سیاہی منہ پہ ہے ملوا چکا
اپنے منہ سے خود ہے لعنت پا چکا — باویئے میں اپنے پاؤں دبا چکا
بحث میں عیسائیوں کے سامنے — کیا دکھایا تھا نشان ناکام نے

قوم ترسا کے مقابل ہو کے یہ
باقی عزت رہا ہے کھو کے یہ

پھر مسلمانوں کو بلوانے لگا
شاید اب پھر سر ہے کھجلانے لگا

حمد ہے سب حق رب العالمین
جس نے اس شر بچائے اہل دین

خارج از اسلام اگر پہلے ہی سے
کر نہ چکتے عالمان دین اسے

ہوتی بدنامی بہت اسلام کی
جو غرض اصلی تھی اس خود کام کی

شکر ہے اس خالق علام کا
ہے محافظ آپ وہ اسلام کا

کہنہ ونو دونوں عیسائی ذلیل
ہو گئے جس سے نکالی وہ سبیل

ایک بولا میں نشان دکھلاؤں گا
آئے جب بیمار عاجز رہ گیا

دوسرے پر بھی لگا الزام خوب
کھل گئے اس کے بھی ایمانی عیوب

کیا کتا ہے سینہ دشمن پہ سانپ
مر گیا دشمن بھی نیچے کانپ کانپ

مرزا سلطان محمد کی خبر
عرصہ ی ماہ میں جائے گا مر

گرچہ اس قصے کو پنجم سال ہے
اب تک اپنے گھر میں وہ خوشحال ہے

پر نہ چیلوں نے کبھی اتنا کہا
کیا ہوا الہام زوجنکھا

کچھ حیا اس سے نہیں بے شرم کو
غیر کے گھر میں وہ زوجہ شاد ہو

یہ نہ بولے اور دیکھے صبح وشام
شرع میں اس بے حیا کا کیا ہے نام

کادیانی بے حیائی کا ہے پیر
پیٹتے ہیں چیلیاں چیلے لکیر

روتے ہیں آتھم کے مرنے کے لئے
اور وہ سلطان خواہ عشرت سے جئے

آتھم آتھم پیٹتے ہیں بے حیا
نام تک لیتے نہیں سلطان کا

کادیانی تو تو تھا دجال ایک
تیری یہ چیلی بھی دجالہ ہے لیک

واہ کیا دجال کی دجالہ ہے
بلکہ سچ پوچھو تو اس کی خالہ ہے

وہ ہے اک رمال یہ رمالہ ہے
اس سے کچھ بڑھ کر بنی محتالہ ہے

ہے بخاری اور عبداللہ کا نام
لے رہی یہ تاکہ دھوکہ کھائیں عام

ابن قیم ابن تیمیہ کا ذکر
سن کے دھوکہ کھائیں گے بے عقل

سن کے ان ناموں کو سمجھیں گے عوام
قائل ان باتوں کے ہوں گے یہ امام

مردہ وہ عیسیٰ کو ہوں گے جانتے
اور مصلوبیت ان کی مانتے

اب نہ خود عیسیٰ مکرر آئیں گے
ہو چکے مدفون کیونکر آئیں گے

اب جو آئے گا فقط ہو گا مثیل
کادیانی ایک کذاب ذلیل

قادیان کا رہنے والا ایک مغول
نسل سے الغوا کے بو الفضول

بن کے آئے گا پیمبر خود غرض
زرد جوڑا منہ پہ زردی مرض

نورے اور حشر کے کندھوں پہ سوار
یہ فرشتے ہوں گے اس کے نابکار

کہہ گیا ایسا ہے کب کوئی بزرگ
خود ہے گھڑتا قادیانی کہنہ گرگ

ہے بزرگوں پہ لگاتا اتہام
نیچری سید کا ناشکرا غلام

اس کی تحریروں سے ثابت ہو چکا
کادیانی ہے ولی شیطان کا

پھر یہ چیلی ہے ولی کہتے اسے
جس کو نفرت فعل روح اللہ سے

دیکھیے بچھیا کے باوا کی خری
معجزے عیسیٰ کے عجل سامری

مدعی ہے وحی اور الہام کا
مثل ذات مرسلین وانبیاء

مصطفےٰ کے بعد جو اپنے تئیں
مرسل یزداں لکھے ہے وہ لعین

نظم کے آخر مراثی کی دعا
اپنے مرسل کی مدد کر، اے خدا

صاف ناطق ہے کہ وہ دجال ہے
خود نبی بننے کی یہ سب چال ہے

ہاں ولی ہے تو ولی شیطان کا
دیں کا دشمن راہزن ایمان کا

سن اری او بے حیا دجالچی
کہتا ہے خود کادیانی لالچی

ایک سو چالیس ازالہ دیکھ لے
اپنے باوا کا قبالہ دیکھ لے

یہ مسیحا کے پھر آنے کا یقین
کچھ نہیں ہے جزو ایمان رکن دین

اس خبر سے پہلے دین ناقص نہ تھا
بعد اس کے کچھ نہ کامل ہوگیا

یعنی اس عیسیٰ ابن مریم کا نزول
دین وایمان میں عقیدہ ہے فضول

کوئی اس نقال کو مانے نہ گر
طعن ارے دجالچی اس پر نہ کر

عالموں سے تو یہ لڑنا چھوڑ دے
حق کے آگے یوں اکڑنا چھوڑ دے

کیوں تجھے شیطان اکساتا ہے یوں
راست اپنا تجھ پہ ظن لاتا ہے یوں

مرسل یزداں جسے کہتا ہے تو
ہے یہ شیطان کادیانی رشت کو

کفر بالطاغوت وایمان باخدا
لازم وملزوم ہیں اے پر جفا

کادیانی بالیقین طاغوت ہے
اس سے جو بیعت کرے وہ اوت ہے

☆..............................☆

سانحہ دوالمیال کی تفصیلی رپورٹ

مولانا مفتی خالد میر

دوالمیال ضلع چکوال کا ایک مشہور گاؤں ہے جو تحصیل چوآ سیدن شاہ سے کلر کہار روڈ بیسٹ وے سیمنٹ فیکٹری کے دائیں جانب واقع ہے۔ اس گاؤں کی ایک عظیم مذہبی اور علمی شخصیت بابا لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ رہے ہیں۔ جنہوں نے علاقے میں دینی خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی ایک جامع مسجد ہے جہاں نماز جمعہ بھی ہوتی ہے جو عقیدۂ تحفظ ختم نبوت کا مرکز رہی ہے اور اب بھی ہے۔ مینار والی مسجد (جس پر قادیانیوں نے قبضہ کر رکھا ہے) اس گاؤں کے سر پر واقع ہے اور علاقے میں دور سے نمایاں نظر آتی ہے۔ اس کا بلند و بالا مینار ایک عرصہ سے اپنی محرومی کا احساس دلاتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ گاؤں کے تمام لوگ اس میں نمازیں اور جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ قادیانیوں کے قبضہ میں جانے کے بعد مسلمان الگ ہو گئے اور یہ قادیانیوں کی مستقل گرفت میں چلی گئی۔ ۱۹۹۷ء میں مسلمانوں نے سول کورٹ میں رٹ کر کے مسجد کو سیل کروا دیا۔ قادیانیوں نے سیشن کورٹ میں اپیل دائر کر کے کھلوا دیا۔ مسلمانوں نے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی لیکن ہائی کورٹ سے فائل ریکارڈ بھی غائب کر دیا گیا۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی ہے کہ کاغذات مسجد جو تحصیل سے حاصل کئے گئے وہ رقبہ نمبر ۳۵ کے تھے۔ جب کہ مسجد رقبہ نمبر ۳۳ میں تھی۔ مسلمانوں کے حق میں فیصلہ ہوا جب قبضہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ فیصلہ رقبہ نمبر ۳۵ کا ہوا ہے۔ جب کہ مسجد رقبہ نمبر ۳۳ میں ہے۔ اس لئے مسلمان مسجد کا قبضہ حاصل نہیں کر سکے۔ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۸ھ کو مسلمان جلوس لے کر مسجد کی طرف گئے۔ اس سے قبل پانچ دسمبر کو قادیانیوں نے انتظامیہ کو سیکورٹی کے لئے درخواست دی۔ لیکن انہیں سیکورٹی نہیں دی گئی۔ پولیس کی موجودگی میں جلوس جوں ہی مسجد کے قریب پہنچا قادیانی مورچہ بند اسلحہ سمیت تیار تھے۔ مسجد سے ملحقہ قادیانیوں کے گھروں سے جلوس پر پتھراؤ شروع ہوا اور مسجد کے مینار سے فائرنگ کر دی گئی۔ پولیس نے نہ تو جلوس کے راستہ میں کوئی رکاوٹ کھڑی کی اور نہ شرکاء جلوس کو مسجد کی طرف جانے سے روکا۔ پہلے ہوائی فائرنگ اور پتھراؤ کیا گیا۔ قادیانی جو ایک سو کے قریب مسجد میں اسلحہ سمیت موجود تھے تہہ خانہ کے مورچہ سے فائرنگ شروع کر دی۔ جس کے نتیجے میں ملک شفیق اور تین دوسرے لوگ زخمی ہو گئے۔ ملک نعیم پینتالیس منٹ زندہ رہا۔ اس کو مسجد کے اندر قادیانیوں نے چھپا دیا۔ دیگر قادیانی مسجد کے تہہ خانہ والے راستہ سے اسلحہ سمیت فرار ہو گئے۔ اس کے بعد ڈی.پی.او نے مسجد سیل کر دی اور مسلمانوں سے چلے جانے کو کہا۔ لیکن مسلمان مسجد لینے پر مصر رہے۔ پولیس آنسو گیس استعمال کر کے لوگوں کو منتشر کر سکتی تھی لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اسی

دوران قرب وجوار کے دیہاتوں سے میلاد کے شرکاء گاڑیاں لے کر وہاں پہنچ گئے۔ مزید پولیس کی نفری طلب کر لی گئی۔ کچھ لوگ مسجد کے اندر بیک ڈور سے داخل ہو گئے۔ مسجد کے اندر سے ڈش، ٹی.وی، کیرم بورڈ، تاش کے پتے اور شراب کی بوتلیں باہر نکال دیں۔ مسجد کی صفائی کے بعد اذان دی گئی اور نماز ادا کی گئی۔ مزید پولیس کی نفری پہنچ گئی اور رینجرز کے دستے بھی آ گئے۔ حضرت مولانا صاحبزادہ پیر عبدالقدوس نقشبندی، مولانا مفتی محمد معاذ، مولانا حبیب الرحمٰن اپنے دیگر ساتھیوں کی موجودگی میں ڈی.سی.او اور ڈی.پی.او سے بھی ملے معاملہ سلجھانے کی کوشش کرتے رہے۔ مغرب کے قریب آرمی اور سب ڈویژن مجسٹریٹ پنڈی بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے مسجد خالی کروا کر دوبارہ سیل کر دی جو تا حال سیل ہے۔ گاؤں میں کرفیو لگا دیا گیا۔ مغرب کے بعد پولیس نے لاش ورثاء کو دی۔

شہید ملک محمد نعیم کا تعلق قریب ہی واقع تترال گاؤں سے تھا۔ دوسرے دن اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ کثیر تعداد میں مسلمانوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ حتیٰ کہ ڈی.سی.او اور ڈی.پی.او کے علاوہ چکوال، تحصیل تلہ گنگ کے تمام ساتھی بھی شریک ہوئے۔ نماز جنازہ کی ادائیگی سے قبل صاحبزادہ پیر عبدالقدوس نقشبندی نے مختصر خطاب میں شہید کو خراج تحسین پیش کیا اور عالمی مجلس کی طرف سے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

۱۵ ربیع الاوّل کو حالات کی نزاکت کا جائزہ لینے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع چکوال کے مبلغ (راقم) نے دوالمیال گاؤں کا مختصر دورہ کیا۔ گاؤں میں کرفیو کا سماں تھا۔ کوئی مرد گھر میں موجود نہیں تھا۔ لوگ گرفتار کر لئے گئے جو گرفتاری سے بچے وہ گاؤں چھوڑ کر جا چکے تھے۔ پورے گاؤں میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ۲۹ مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا۔ چادر اور چاردیواری کے تقدس کو پامال کیا گیا اور بعض گھروں کے دروازے ہتھوڑے کے ساتھ توڑے گئے۔ صرف دو قادیانیوں کو گرفتار کیا گیا۔ جماعتی ایف.آئی.آر کاٹی گئی جس میں چونتیس قادیانی اور انتالیس مسلمانوں کے نام درج تھے۔ ۲۹ گرفتاروں میں سے ایک کا نام ایف.آئی.آر میں شامل نہیں تھا۔ ان میں ایک سید رئیس شاہ نام کا نوجوان بھی شامل تھا جس کے دونوں بازو نہیں ہیں۔ بعد میں اس کو رہا کر دیا گیا۔

چکوال مجلس کے سرپرست پیر عبدالقدوس نے رابطہ کر کے ہنگامی طور پر آل پارٹیز میٹنگ طلب کی اور ساتھ ہی اخبارات کے تمام نمائندوں کو مدعو کیا۔ تین بجے بھرپور آل پارٹیز میٹنگ بیت المرشد میں منعقد ہوئی۔ ان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، تحریک منہاج القرآن، جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ علماء پاکستان اور جماعت اسلامی ضلع چکوال کے نمائندے شریک ہوئے۔ میٹنگ میں ملک نعیم کی شہادت کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور قادیانیوں کی کھلی دہشت گردی کی بھرپور مذمت کی گئی۔ انتظامیہ سے قادیانیوں کی گرفتاری اور بے

گناہ مسلمانوں کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ نیز تمام جماعتوں کی طرف سے یہ یقین دلایا گیا کہ ہم دوالمیال اور ملک نعیم شہید کے ورثاء کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم دوالمیال کے مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ مقبوضہ مسجد کا قبضہ ختم کروا کر مسلمانوں کے سپرد کی جائے۔ اسی شام رات سات بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیۃ اہل سنت کے ایک وفد نے ڈی سی۔او اور ڈی۔پی۔او چکوال سے میٹنگ کی۔ جس میں آرمی اور رینجرز کے لوگ موجود تھے۔ وفد کی قیادت صاحبزادہ پیر عبدالقدوس نقشبندی اور امیر مولانا مفتی محمد معاذ نے کی۔ جب کہ جمعیۃ اہل سنت کے رہنما ندیم صاحب انجمن تاجران کے صدر شاہد عباس کے علاوہ مبلغ ختم نبوت ضلع چکوال (راقم) بھی موجود تھے۔

انتظامیہ سے قادیانیوں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا گیا۔ بلاوجہ مسلمانوں کو گرفتار کرنے سے باز رہنے کی تلقین کی گئی اور اس پر عمل بھی کیا گیا۔ چھ دن تک کسی کو بلاوجہ ایف۔آئی۔آر کے علاوہ گرفتار نہیں کیا گیا۔ حالات کو نارمل کرنے کا مطالبہ بھی کیا گیا تاکہ گاؤں کے لوگ معمول کی زندگی جاری رکھ سکیں۔ لیکن اس کے باوجود گاؤں میں کرفیو کا سماں رہا جو تا حال جاری ہے۔ البتہ آرمی کم کی گئی ہے۔ پولیس گاؤں میں بدستور موجود ہے۔ انکوائری آفیسر نے دوسو پچاس آدمیوں کی نئی لسٹ تیار کر کے گرفتاریوں اور چھاپے کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ گاؤں کے بعض افراد نے اطلاع دی کہ ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہیں۔ بعض بہت ہی غریب گھرانے تھے۔ چند ایک کو بغیر کھائے پیئے بھی رہنا پڑا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع چکوال نے ہنگامی طور پر گاؤں کا دورہ کیا۔ ان میں انجمن تاجران ضلع چکوال کے صدر شاہد عباسی صاحبزادہ پیر عبدالقدوس نقشبندی، مولانا مفتی معاذ، مولانا عتیق الرحمٰن، (راقم) اور شیخ سلیم کے علاوہ دیگر ساتھی شامل تھے۔ کھانے کی چیزیں غریب مسلمانوں کے گھر دیں۔ تیس گٹو تیار کئے اور مسلمانوں کے گھروں میں پہنچائے۔ ان میں چینی، پتی، گھی، دالیں اور چاول شامل تھے۔ زخمیوں کے ورثاء کو پندرہ پندرہ ہزار روپے کے الگ الگ گھروں میں جا کر چیک دیئے اور ان کے گھروں میں جا کر سامان بھی پہنچایا۔ ملک نعیم شہید کے والد کو بیوہ اور اس کے بچوں کے لئے ایک لاکھ روپے کا چیک مجلس کی طرف سے دیا۔ اس کے درجات کی بلندی کی دعا کی اور ان کو ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔ چکوال کے مسلمان آپ کے ساتھ کھڑے ہیں جو بھی تعاون آپ ہم سے طلب کریں گے ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔

۲۵ دسمبر کو الفلاح مسجد تلہ گنگ روڈ چکوال میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی جس کی تاریخ جناب نگر منعقدہ کانفرنس ۲۸ اکتوبر کو مقرر کی گئی تھی۔ درمیان میں اتفاقاً دوالمیال کا واقع ہو گیا۔ الفلاح مسجد چکوال میں یہ ختم نبوت کانفرنس تھی جو بھرپور طریقے سے کامیاب ہوئی۔ مولانا اللہ وسایا، تلہ گنگ جماعت کے امیر مولانا عبیدالرحمٰن، خالد مسعود ایڈووکیٹ کے علاوہ چکوال کے

علمائے کرام بھی شریک ہوئے اور خطابات کئے۔ دوالمیال واقعہ کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور قادیانیوں کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کیا گیا۔ مولانا اللہ وسایا نے بھی شدید الفاظ میں مذمت کی اور یہ باور کرایا کہ مجلس دوالمیال کے مسلمانوں کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرے گی۔ نیز انہوں نے قائداعظم یونیورسٹی کے شعبہ فزکس کو ڈاکٹر عبدالسلام کے نام منسوب کرنے کی مذمت کی اور یہ مطالبہ کیا کہ حکومت یہ اعلان واپس لے اور ڈاکٹر ریاض الدین جو چالیس سال سے ان کے نام چل رہا تھا چلنے دیا جائے۔

ختم نبوت کانفرنس قصور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۶ر نومبر کو جامع مسجد گنبد والی قصور میں نماز عصر سے عشاء تک ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمان ثانی، مولانا عبدالرزاق مجاہد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی صدارت مقامی امیر قاری مشتاق احمد رحیمی نے کی۔ نگران مولانا سید خبیب احمد ہمدانی تھے۔

ختم نبوت کانفرنس فیصل آباد

۲ دسمبر بعد نماز مغرب جامع مسجد ابوبکر صدیق شہزاد کالونی فیصل آباد میں جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا جس سے پیر طریقت حضرت مولانا سید جاوید حسن شاہ صاحب مدظلہ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ نعتیہ کلام مولانا محمد قاسم گجر نے پیش کیا۔ جلسہ کا انتظام مذکورہ بالا مسجد کے خطیب، جامعہ عبیدیہ فیصل آباد کے استاذ الحدیث مولانا محمد طیب نے کیا۔

۲۳ روزہ اجتماعات بسلسلہ سیرت خاتم الانبیاء ﷺ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ اسماعیل خان کے زیر اہتمام ۲۳ روزہ اجتماعات بسلسلہ سیرت خاتم الانبیاء منعقد ہوئے۔ یہ پروگرام ۳ر دسمبر ۲۰۱۶ء سے شروع ہوکر ۲۵ر دسمبر کو اختتام پذیر ہوئے۔ ضلع بھر میں ہونے والے ان ۲۳ پروگراموں میں متعدد علماء کرام، مشائخ عظام و دیگر معزز شخصیات نے شرکت کی۔ جن میں ولی ابن ولی صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عطاء الرحمن خانوخیل، مولانا قاری محمد طارق، مولانا مفتی احمد انور، مولانا محمد رفیق جامی، مولانا خلیفہ محمد طیب، مولانا قاری کفایت اللہ، مولانا قاری عبدالحلیم، مولانا اللہ بخش، مولانا رمضان ثاقب، قاری عبداللطیف، مولانا قاری حفیظ اللہ، مولانا قاری عنایت اللہ عثمانی، مولانا شیخ محمود الحسن، مولانا زین العابدین، مولانا محمد حمزہ لقمان، جناب میاں مستقیم و ثناء خوان مصطفےٰ قاضی ابراہیم احمد مدنی، حافظ سلمان سعید، جناب شوکت اللہ صدیقی، حافظ خبیب احمد و دیگر کئی شخصیات شامل ہیں۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے......ادارہ!

تذکرہ مولانا محمد نافع ﷫: مولف: مولانا حافظ عبدالجبار سلفی: صفحات: ۷۸۰: سائز کلاں:

قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: مولانا عبدالروف نعمانی خطیب جامع مسجد برکت علی اچھرہ لاہور!

مولانا محمد نافع ﷫ ملک عزیز کے نامور محقق عالم دین اور دانشور تھے۔ آپ نے تحریری طور پر اتنا عظیم و وقیع کام کیا کہ دنیا عش عش کرا ٹھی۔ آپ کے وصال کو ایک سال ہو گیا ہے۔ گزشتہ کئی دہائیوں سے اکثر بیشتر ہمارے حلقہ کی یہ روایت ہے کہ کسی بزرگ عالم ربانی کے وصال پر دیکھتے ہی دیکھتے کسی رسالہ کا وقیع نمبر آجاتا ہے اور پھر اس سے مخلص کتاب بنالی جاتی ہے۔ مولانا محمد نافع ﷫ جتنے بڑے آدمی تھے اتنا ہی ان کے علمی ونسبی ورثاء کے لئے مقام فکر ہے کہ حضرت مرحوم پر کوئی نمبر نہ آسکا۔ البتہ حضرت مولانا عبدالجبار سلفی کو کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت مرحوم پر ایک وقیع کتاب مرتب کر دی ہے اور دیانتداری کی بات ہے کہ ایسی جامع ودلاویز تاریخی کتاب ہے کہ حضرت مولانا محمد نافع ﷫ کی زندگی بھر کی خدمات کا کوئی پہلو نہیں چھوڑا جسے اجاگر نہ کیا گیا ہو۔ آپ کے ہر پہلو زندگی کو ایسا ضوفشاں کیا ہے کہ چاروں جانب کتاب روشنیوں کو نہ صرف پھیلاتی بلکہ چراغاں کرتی نظر آتی ہیں۔ مولانا عبدالجبار سلفی کو لکھنے کا سلیقہ آتا ہے۔ تحقیق کے خوگر ہیں۔ کسی بھی جزئی تک کی تفصیل کو تشنہ نہیں چھوڑتے۔ دوران مطالعہ قاری کے ذہن میں اٹھنے والے سوال کا جواب اسی صفحہ کتاب میں موجود ہوتا ہے۔

کتاب کیا ہے گزشتہ پون صدی کے علم وفضل، واقعات ومشاہدات کی دستاویز ہے۔ مولانا محمد نافع ﷫ جتنی بڑی شخصیت کو اس دور میں جتنا خراج تحسین پیش کرنا ممکن تھا مصنف نے پیش کر دیا ہے۔ بلکہ خراج تحسین پیش کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس پر حضرت مرحوم کے علمی ونسبی ورثاء، شاگردوں، متعلقین کو ان کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ مصنف لائق تحسین وقابل تبریک ہیں کہ انہوں نے سال سے بھی کم عرصہ میں جانگسل محنت سے جتنا ایک ادارہ کو کام کرنا چاہئے تھا اتنا اکیلے انہوں نے کر دیا ہے:

ایں سعادت بزور بازو نیست ...... تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت مولانا محمد نافع ﷫ کا قلم آبشار تھا جو کتاب کے اوراق پر کوثر وتسنیم کی فوار کا منظر پیش کرتا ہے۔ آپ قلم سے گم سلائی کا کام لیتے تھے اور کٹے پھٹے دلوں کو مؤدت ومحبت سے جوڑ دیتے تھے۔ آپ کے

سوانح نگار مولانا عبدالجبار سلفی کا قلم تیغ براں ہے جو چاروں جانب غلغلوں، آہوں، سسکیوں میں میدان عمل میں فراٹے بھرتا، مار دھاڑ کرتا اور اپنی کشتی کو منجدھاروں سے بچا کر سلامتی کے کنارے پر لاکر علم بلند کرتا نظر آتا ہے۔ دونوں کی ضرورت سے انکار نہیں۔ ان دونوں واضح مختلف سمتوں میں سے کون کسی کو زوداثر سمجھتا ہے یہ ہر قاری کے اپنے ذوق پر منحصر ہے۔ لیکن سوانح نگار مصنف کی جانگداز محنت پر انہیں خراج تحسین پیش نہ کرنا من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کی وعید کا مستحق بنتا ہے۔ انسانوں کی طبائع مختلف ہیں۔ کوئی کانٹوں سے پھول چن لیتے ہیں اور کوئی پھولوں کو کانٹوں کی باڑ میں گھرا دیکھ کر عورتوں کی طرح بال کھول کر سینے کو پیٹنے لگ جاتے ہیں۔

کوئی ایسے ہوتے ہیں کہ کسی کی کوئی خوبی دیکھی تو اس پر وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ کوئی نہ خود کرتے ہیں نہ کسی کو کرنے دیتے ہیں۔ اس گہما گہمی کا نام دنیا ہے۔ بہت وقت گزر گیا جو رہ گیا ہے یہ بھی گزر جائے گا۔ مولانا محمد نافع ؒ کی ذات گرامی پر اتنی بڑی کتاب کا آ جانا ہزاروں خوشیوں کا موجب ہے۔ اس کتاب یا ذخیرہ معلومات سے اب جو چاہے اپنے اپنے گلدستے سجا سکتا ہے۔ کون کسی کو روکتا ہے۔ جو ہو گیا ہے اس پر شاداں و فرحاں ہونا چاہئے کہ معلومات کا خزانہ قلم وقرطاس کی قید میں محفوظ ہو گیا ہے۔

مصنف نے فرمایا کہ حضرت مرحوم کی ڈائریوں، حضرت مرحوم کے خطوط اور حضرت مرحوم کے نام اکابر کے جو خطوط ہیں کئی جلدوں میں یہ بھی پیش ہوں گے۔ مصنف کی اس محنت کو دیکھ کر اپنی تو دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ یہ کام مصنف ہی بہتر کر سکتے ہیں۔ اس خار دار وادی سے پھول جمع کرنے کے لئے عزم جواں کی ضرورت ہے اور مصنف ہی اس کے لئے موزوں ہیں۔ لیکن اگر ورثاء اور متعلقین کے پاس اس سے بہتر حل موجود ہے تو وہ مختار ہیں۔ لیکن یہ درخواست کئے بغیر چارہ نہیں کہ یہ کام جتنا جلدی ممکن ہو ہو جانا چاہئے۔ وقت انتظار کی زحمت کا متحمل نہیں ہوگا۔ ورنہ حضرت مرحوم کا حلقہ یاد رکھے کہ کسی بھی شخصیت کی سوانح جو بھی شخص چاہے لکھ سکتا ہے جس نے جو لکھا وہ اس کی ملکیت ہے۔ جیسے چاہے وہ شائع کرے۔ کسی دوسرے کو قدغن لگانے کا حق نہیں۔ اسی طرح جو شائع ہوا اس سے اتفاق واختلاف کا بھی ہر ایک کو حق حاصل ہے۔ اسے بھی وہ شائع کر سکتا ہے۔ کسی کے کام کو دیکھ کر روٹھ جانا اظہار برأت کرنا بڑے پن کے لائق نہیں۔

مصنف نے حضرت مرحوم سے اپنی عقیدت کا بھرپور حق ادا کیا ہے۔ ہم بھی مصنف کو بھرپور محبتوں کے گلدستے پیش کریں تاکہ بقیہ کام بھی جو کرنا چاہے وہ محسوس کرے کہ میرے ساتھ بھی محبتوں سے پیش آیا جائے گا۔ راقم کی بھول بھلیوں میں نہ جایئے کتاب کی جامعیت کو سامنے لایئے اور دل کی دنیا کو شاد کیجئے۔ کتاب پڑھئے کہ پون صدی کی تاریخ کا تسلسل ایک بار پھر آپ کی آنکھوں کے سامنے آ جائے گا۔ پڑھئے اور پھر ہمارے لکھے کی صداقت یا عکس کو ملاحظہ کیجئے۔ مولانا سلفی صاحب اس وقت عمرہ پر ہیں۔ صحابہ

کرام کے ایک عاشق صادق کو آپ نے تاریخ کا اس کتاب کے ذریعہ حصہ بنادیا۔ اس پر حق تعالیٰ آپ کو بہت ہی جزائے خیر دیں۔ مولانا محمد نافع پیہلیہ زندہ باد...... مولانا عبدالجبار سلفی پائندہ باد۔ ایک مخدوم، ایک خادم، ایک ممدوح، ایک مادح، ہم کون ہوتے ہیں درمیان میں دخل دینے والے؟ لیجئے! میں تو درمیان سے ہٹ جاتا ہوں کہ میرے لئے اسی میں خیر ہے۔

نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور منکرین حدیث کے اعتراضات کا علمی وتحقیقی جائزہ:

ترتیب: مولانا حافظ عبیداللہ: صفحات: ۲۱۹: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: مکتبہ شہیداسلام لال مسجد اسلام آباد!

منکرین حدیث کے معروف نفس ناطقہ تمنا عمادی نے ’’انتظار مہدی ومسیح فن رجال کی روشنی میں‘‘ نامی کتاب تحریر کی۔ جس میں انہوں نے منکرین حدیث کے تمام وساوس جو وہ ظہور مہدی اور نزول مسیح علیہما السلام کی احادیث پر وارد کرتے ہیں پیش کئے۔ ان تمام وساوس کا کلیتہً جواب محترم حافظ عبیداللہ صاحب نے اس کتاب میں دے دیا ہے۔

نقد وجرح، رواۃ کی چھان بین، واقعات میں اختلاط یا اپنے نفس کی خواہش کی تعمیل کے لئے جو جو اعتراض ممکن تھے عمادی صاحب نے وضع کئے۔ محترم حافظ صاحب مؤلف کتاب زیر تبصرہ نے ایک ایک اعتراض کو تحقیق کی کسوٹی پر کس کر اور حقائق علم کے ترازو میں تول کر ایسا ہلکا کردیا کہ ہر قاری اس کتاب کو پڑھتے ہی تمنا عمادی کے تراشیدہ اعتراضات کے بیہودہ پن کو ھباً منثوراً ہوتا یقین کرے گا۔ اس عنوان پر یہ کتاب بڑی علمی اور وقیع محنت ہے۔ جس پر مصنف مبارک باد کے مستحق ہیں۔ کاغذ اعلیٰ ہے۔ ٹائٹل دلاویز ہے۔ طباعت عمدہ ہے۔ جلد معیاری ہے۔ یہ کتاب طباعت واشاعت کی خوبیوں کا مرقع ہے۔ اس موضوع پر شائقین کے لئے گرانقدر علمی ذخیرہ دلائل ہے۔ اسلام آباد لال مسجد کے مکتبہ شہید اسلام، لاہور کے مکتبہ قاسمیہ اردو بازار اور ملتان بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم سے کتاب مل سکتی ہے۔

المسیح عبداللہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے ہیں): مصنف: محمد یاسر الحسینی:

صفحات ۳۲: قیمت ۵۰روپے: رابطہ کے لئے: 0336-5710408

مذکورہ کتابچہ، الوہیت مسیح پر پادری روفن راور ولیم کے ایک رسالہ ’’حضرت عیسیٰ المسیح ابن اللہ کیوں اور کیسے‘‘ کا جواب ہے۔ پادری ولیم نے اپنے رسالہ میں حضرت عیسیٰؑ کو ابن اللہ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ اس کتابچہ ’’المسیح عبداللہ‘‘ میں مصنف نے پادری ولیم کے اس عقیدہ کی تردید نص قطعی اور خود پادری ولیم کی دیگر عبارات سے کی ہے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

سہ ماہی اجلاس مبلغین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۹، ۳۰ر دسمبر ۲۰۱۶ء کو دو دن رہ کر اختتام پذیر ہوگیا۔ اجلاس میں مولانا قاضی احسان احمد (کراچی)، مولانا توصیف احمد (حیدرآباد)، مولانا مختار احمد (تھرپارکر)، مولانا محمد علی صدیقی (میرپورخاص)، مولانا تجمل حسین (نواب شاہ)، مولانا محمد حسین ناصر (سکھر)، مولانا مفتی محمد راشد مدنی (رحیم یارخان)، مولانا محمد اسحاق ساقی (بہاولپور)، مولانا محمد قاسم رحمانی (بہاول نگر)، مولانا عبدالحکیم (چیچہ وطنی)، مولانا عبدالستار گورمانی (خانیوال)، مولانا محمد وسیم اسلم (ملتان)، مولانا خبیب احمد (ٹوبہ ٹیک سنگھ)، مولانا عبدالرشید غازی (فیصل آباد)، مولانا غلام حسین (جھنگ)، مولانا غلام مصطفیٰ (چناب نگر)، مولانا امجد علی (سرگودھا)، مولانا محمد قاسم سیوطی (منڈی بہاؤالدین)، مولانا محمد حمزہ لقمان (بھکر)، مولانا محمد اقبال (ڈیرہ غازی خان)، مولانا قاضی عبدالخالق (مظفرگڑھ)، مولانا محمد نعیم (خوشاب)، مولانا محمد طیب فاروقی (اسلام آباد)، مولانا عابد کمال (پشاور)، مولانا محمد یونس (کوئٹہ) سمیت کئی ایک مبلغین نے شرکت کی۔

اجلاس میں مبلغین کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور طے کیا گیا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ہماری پرامن تحریک جاری رہے گی۔ اسلام آباد، سرگودھا، گوجرانوالہ، فیصل آباد، حافظ آباد، منڈی بہاؤالدین، گجرات، سمندری، سیالکوٹ اور سندھ کے بعض علاقوں میں ختم نبوت کورسز منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مختلف زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت اور تقسیم کا بھی فیصلہ کیا گیا اور مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جو لٹریچر کا جائزہ لے کر اشاعت کے لئے سفارش کرے گی۔ کئی ایک علاقوں میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ نئے سال سے معاون مبلغین کی تقرری کا بھی فیصلہ کیا گیا۔

اجلاس میں قائداعظم یونیورسٹی کے شعبہ فزکس کو ڈاکٹر عبدالسلام کے نام سے منسوب کرنے پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اسی طرح چناب نگر کے نیشنلائزڈ تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس کرنے کے فیصلے کی مذمت کی گئی۔ سانحہ دوالمیال میں ایک مسلمان کو شہید اور درجنوں مسلمانوں کو زخمی کرنے پر بھی تشویش کا اظہار کیا گیا۔

ختم نبوت کانفرنس لکی مروت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس ضلع لکی مروت، ورویت ہلال کمیٹی تحصیل نورنگ کے زیراہتمام ۱۱ر دسمبر بروز اتوار کو جامع مسجد مولانا جمعہ خان نورنگ میں سیرت خاتم الانبیاء ﷺ کانفرنس ضلعی نائب امیر مولانا مفتی عبدالغفار کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد ابراہیم ادہمی نے ادا کئے۔ کانفرنس حافظ ذبیح اللہ ادہمی وقاری صفی اللہ کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ کانفرنس سے مولانا مفتی عبدالشکور، مولانا قاری محمد عبداللہ، مولانا شیر بہادر نے خصوصی خطاب کئے۔ اس کے علاوہ مولانا حافظ امیر پیاؤ شاہ، مولانا سیف اللہ جان، مفتی ضیاء اللہ، مولانا ماسٹر عمر خان، مولانا بشیر احمد حقانی اور مولانا محمد طیب طوفانی نے بھی مختصر خطاب کئے۔ مقررین نے اظہار افسوس کیا کہ حکومت نے قائداعظم یونیورسٹی کے بلاک کو قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کے نام سے منسوب کیا ہے۔ قادیانی اسلام اور پاکستان کے دشمن ہے۔ جیسا کہ مصور پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبال ؒ نے فرمایا تھا کہ قادیانی اسلام اور ملک کے دشمن ہے۔ لہٰذا تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے اور قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔ مفتی ضیاء اللہ صاحب کی دعا سے کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس میانوالی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع میانوالی کے زیراہتمام ۷ر دسمبر بروز بدھ بعد نماز عشاء کی سراجیہ مسجد وانڈی روشن والی میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری محمد یوسف نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا عبدالقدوس، مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب اور مولانا عثمان علی فاروقی نے بیانات فرمائے۔ کانفرنس کی نگرانی مولانا عبدالرزاق جنرل سیکرٹری مجلس اور صدارت مولانا عبدالرحیم شیخ الحدیث خانقاہ سراجیہ نے فرمائی۔ کانفرنس میں مذہبی، سیاسی وسماجی شخصیت اور کثیر عوام الناس نے شرکت کی۔

بنوں میں ختم نبوت کانفرنسیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنوں کے زیراہتمام گڑھی شیر احمد میں یکم دسمبر کو ظہر کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت ضلعی امیر مولانا عظمت اللہ نے کی۔ کانفرنس سے مولانا حمید اللہ، مولانا ظاہر شاہ، مولانا غریب نواز، مولانا عصمت اللہ، مفتی عبدالغنی اشرفی، سید ظہیر الدین ایڈووکیٹ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ دوسرا پروگرام اسی روز بعد نماز عشاء جامع مسجد کوثر فتح میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت ضلعی امیر مفتی عظمت اللہ نے کی۔ ضلعی نائب امیر مولانا شمس الحق اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔

ان شاء اللہ العزیز

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے مرکزی دار المبلغین کے زیرِ اہتمام

36 واں

سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے

ان شاء اللہ

مقام: مدرسہ ختمِ نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

زیرِ سرپرستی

استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ

بتاریخ

29 اپریل 2017ء تا 20 مئی 2017ء

بمطابق

3 شعبان 1438ھ تا 24 شعبان 1438ھ

✧ کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ✧ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ✧ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی ✧ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ: شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ: مولانا عزیز الرحمن ثانی 0300-4304277، مولانا غلام رسول دین پوری 0300-6733670

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ زیر اہتمام
تحفظ ختم نبوۃ کانفرنس
21 فروری 2017ء
منگل
بعد نماز مغرب
جامع مسجد بندر روڈ سکھر
قاری جمیل احمد بندھانی
عبداللطیف اشرفی
محمد حسین ناصر
مفتی مسعود افضل
مفتی عبدالباری
سائیں عبدالمجیب قریشی
قاری احسان احمد
مسعود احمد سومرو
عبدالقیوم ہالیجوی
خطیب نکتہ داں، استاذ الخطباء، فخر المقررین
حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب
مرکزی وائس چیئرمین پاکستان علماء کونسل
خان پور
شاہین ختم نبوت، فاتح قادیانیت
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
خطیب پاکستان
مقرر خوش الحان
حضرت مولانا محمد رفیق جامی صاحب مدظلہ
فیصل آباد
اسد اللہ
قاری سعد اللہ ندیم
آف خان پور
محمد ارسلان ملک
جہانیاں
عطا محمد
محمد ایوب شاہ
نذیر احمد
محمد حنیف
رشید احمد
خالد حسین
تاج محمد
شفیع محمد
خلیل الرحمن
شبیر احمد عثمانی
نیاز احمد
محمد امیر معاویہ
منیر احمد
محمد امین
سید آغا محمد شاہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ سکھر
0302-3623805
0300-3131165

وفاق اور پنجاب حکومت غور فرمائے

- اللہ رب العزت نے نبوت کے سلسلہ کا آغاز سیدنا آدم علیہ السلام سے کر کے اس کا اختتام رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس پر فرمایا۔
- دیگر اسلامی عقائد کی طرح عقیدۂ ختم نبوت کو مانے بغیر بھی آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔
- قومی اسمبلی نے طویل غور وخوض کے بعد مرزا غلام قادیانی کو اس کے دعویٰ نبوت اور دیگر بے شمار کفریہ عقائد کے باعث بمع اس کے پیروکاروں کے خارج از اسلام قرار دیا۔
- پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلہ کو قادیانی گروہ نے تسلیم نہ کر کے آئین پاکستان سے بغاوت کا ارتکاب کیا۔
- چناب نگر میں قادیانیوں نے سول کورٹ سے سپریم کورٹ تک طرز کی اپنی عدالتیں قائم کر کے سٹیٹ انڈر سٹیٹ کی کیفیت بنا رکھی ہے۔ گورنمنٹ کو چاہئے تھا کہ وہ اپنی رٹ قائم کرتی۔ قادیانیوں کی قانون شکنی اور بغاوت کو کچلتی۔ انہیں آئین کا پابند بنایا جاتا۔ ان کی نام نہاد عدالتوں کو بند کیا جاتا۔ مگر اس کے برعکس ہوا یہ کہ:
- اسلام آباد میں پاکستان کے ایک ادارۂ فزکس کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام پر منسوب کئے جانے کا وزیراعظم نے حکم فرمایا۔ حالانکہ اس ادارہ کے بانی معروف مسلمان سائنسدان ڈاکٹر ریاض الدین تھے۔ تین چار دہائیوں کے بعد ختم نبوت اور ملک کے قانون کے باغی کا یہ اعزاز کئی خدشات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔
- جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ملک بھر کے اداروں کی طرح قادیانی تعلیمی اداروں کو بھی قومی تحویل میں لیا۔ اب ان اداروں کو واپس کرنے کے لئے قادیانیوں کی دائر کردہ رٹ پر ہائیکورٹ میں صوبائی محکمہ تعلیم نے اپنی رضامندی ظاہر کر کے قادیانیوں کو ادارے واپس کرنے کی راہ ہموار کی۔ یوں یہ ادارے قادیانیوں کو واپس دے کر پھر عقیدۂ ختم نبوت کی بغاوت اور قادیانی کفریات کی تعلیم کا حکومت خود اہتمام کر رہی ہے۔ سینکڑوں مسلمان طلباء اور مسلمان پروفیسرز کا مستقبل داؤ پر لگ جائے گا۔
- چناب نگر، سی ٹی ڈی نے چھاپہ مار کر قابل اعتراض وخلاف قانون قادیانی لٹریچر تحویل میں لیا اور چند قادیانی ملزمان کو گرفتار کیا۔ اس پر "The Nation" کی رپورٹ کے مطابق امریکی حکومت نے احتجاج کیا۔ ملک بھر کے مدارس اور مراکز پر چھاپے پڑے۔ کسی پر امریکی حکومت نے احتجاج نہیں کیا۔ مگر قادیانیوں کے مسئلہ پر وہ میدان میں آ گئے۔ اس پر حکومت پاکستان نے اپنی طرف سے ان کے احتجاج کو مسترد نہیں کیا کہ تم ہمارے داخلی مسائل میں مداخلت کیوں کرتے ہو۔
- "دوالمیال" میں قادیانیوں نے ۱۲ ربیع الاول کے جلوس پر فائرنگ کر کے جلوس میں اشتعال پھیلایا۔ اپنے کارندے بھیج کر جلوس کو مشتعل کیا۔ ایک مسلمان کو قادیانی اٹھا کر لے گئے اور پھر اس کو قتل کر کے لاش پھینک دی۔ عامر الرحمن قادیانی ایڈووکیٹ کو پہلے جج بنایا جا رہا تھا۔ وکلاء نے احتجاج کیا تو اسے ڈپٹی اٹارنی جنرل بنا دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر وسیم کوثر قادیانی کو سینئر ایڈوائزر وفاقی محتسب بنا دیا گیا ہے۔ محکمہ تعلیم پنجاب نے اسلامیات کی سیٹیں پر کرنے کے لئے درخواستیں طلب کیں۔ اس میں قادیانیوں پر قدغن نہ لگائی کہ وہ درخواستیں نہ دیں۔ کیونکہ وہ غیر مسلم ہیں اور اسلامیات وہ نہیں پڑھا سکتے۔ جب پنجاب اسمبلی میں جماعت اسلامی کے رہنما اور ممبر جناب وسیم اختر صاحب نے پوائنٹ اٹھایا تو قائد حزب اختلاف پنجاب اسمبلی جناب محمود الرشید صاحب نے تائید کی اور پھر احتجاجی بائیکاٹ کیا تو پنجاب کے مشیر تعلیم نے پنجاب اسمبلی میں اعلان کیا کہ قادیانی اسلامیات نہیں پڑھا سکتے۔ ہم نوٹیفکیشن کریں گے۔ وعدہ اور وہ بھی اسمبلی میں کرنے کے باوجود نوٹیفکیشن نہیں کیا گیا۔ یہ سب بلاوجہ نہیں۔ پاکستان کو قادیانی اشتعال اور بدامنی کی راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ راہداری کے منصوبہ کو ناکام بنانے کے لئے حکومت میں گھسے ہوئے قادیانی بیوروکریٹ ایک خطرناک کھیل کھیلنا چاہتے ہیں۔

صدر مملکت اور وزیراعظم پاکستان سے درخواست ہے کہ (نمبر:1) قادیانی عبدالسلام کے نام پر فزکس کے ادارہ کے نام رکھنے کا آرڈر واپس لیا جائے۔ (نمبر:2) قادیانیوں کو تعلیمی ادارے سپرد نہ کئے جائیں۔ (نمبر:3) امریکی حکومت کو پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت سے باز رکھا جائے۔ (نمبر:4) قادیانیوں کی قانون سے بغاوت کا نوٹس لے کر ان کو آئین پاکستان کا پابند بنایا جائے۔

سندھ حکومت کا خلاف اسلام بل واپس ہوا۔ کیا وفاقی اور پنجاب حکومت بھی ان خلاف انصاف ودین اور ان اقدامات کو واپس لے کر اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرے گی؟

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت (پاکستان)